ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
مارچ ۱۹۹۲ء

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا

اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے رب ہمارے! اور نہ

تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا

رکھ ہم پر بوجھ بھاری۔ جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

اے رب ہمارے! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو

وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا رب ہے۔ مدد کر ہماری کافروں پر

افکارِ احرار

نام اسلام کا........کام انگریز کا

چہ گو یمت ز کمالِ فرنگ دشمن دیں
نشاں دھد بے کہ اھر من چہ رسد
سبو شکستہ و خم خالی و خرابہ تباہ
زدستِ ساقیٔ تشنہ بہ انجمن چہ اسد
بہ ذرہ سبو دے نصیب ماشدہ است
بگو ندیم کہ اکنوں بر برھمن چہ اسد

''ملک بانٹ کر انگریز نے تحریک آزادیٔ ہند کو جس طرح ختم کیا ہے اس سے فی الحقیقت کوئی تغیر واقع نہیں ہوا کیونکہ اسے آج نہیں کل جانا تو تھا ہی اس نے سوچا لاؤ اپنی دو سو سالہ اولاد (معنوی) کو وارث بنا دوں کہ پھر آنا پڑے تو لڑائی جھگڑا نہ ہو اور اب بھی وہ گیا کہاں ہے[1]؟ یہیں اندر موجود ہے اور پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے کچھ دنوں تک خوب کھل کھیلے گا اس لئے اسلامی حکومت کے قیام کا تصور کہ جس کے نام پر اللہ و رسول اور قوم کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو فریب دینے کے سوا اور کچھ نہیں ابھی بہت سا کام باقی ہے ایک زوردار دھکے کی ضرورت ہے تب شاید اطمینان کی کوئی صورت پیدا ہو اور جب تک یہ نہیں ہوتا ہمارے لئے دونوں حالتیں برابر ہیں بلکہ یہ انگریز کی حکومت سے بدتر! کم از کم وہ کفرِ خالص تو تھا اور اب نام اسلام کا ہے اور کام انگریز کا''

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
جولائی ۱۹۴۸ء خان گڑھ میں ایک مجلسی گفتگو

روایت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

---

(1) پاکستان ۱۹۵۲ء سے اب تک امریکی پالیسیوں کی زد میں ہے یہاں کا امریکی سفیر وائسرائے کا روپ دھار چکا ہے اگرچہ موجودہ حکومت نے اسے اس کا مقام سمجھانے کی کچھ کوشش کی ہے۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

شعبان/رمضان ۱۴۱۲ھ مارچ ۱۹۹۲ء جلد ۳ شمارہ ۳ قیمت فی پرچہ =/۶ روپے

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

حضرت مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ

مجلس ادارت

رئیس التحریر:

سید عطاء المحسن بخاری

مُدیر مسئول:

سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ

ذوالکفل بخاری ◎ قمر الحسنین

خادم حسین ◎ ابوسفیان تائب

محمد عمر فاروق ◎ عبداللطیف خالد

حُر آغائی ◎ دیدہ ور۔

زرِ تعاون سالانہ

◎ اندرونِ مُلک =/۶۰ روپے ◎ بیرونِ مُلک =/۵۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

خط و کتابت: دار بنی ھاشم — مہربان کالونی — مُلتان — فون ۷۲۸۱۳

ترجمانِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نور پرنٹرز مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات	رئیس التحریر	۳
رمضان کے فضائل و مسائل	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ	۷
تلک عشرۃ کاملۃ	الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ	۲۱
مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ایک اہم خط	مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی	۲۲
دعوتِ ذوالعشیرہ کی حقیقت	مولانا محمد عبدالغنی چوہان	۳۳
شبِ قدر	ابوسفیان تائب	۳۸
مرزا قادیان کا تاریخی انٹرویو	محمد طاہر رزاق	۴۱
آقا سے بغاوت کیوں؟	خاموش مبلغ	۶۴
زبان میری ہے بات ان کی	خادم حسین	۶۵
غلطی ہائے مضامین مت پوچھ	قمر الحسنین	۶۷
عقبیٰ کے مسافر	ادارہ	۶۹
تحریک تجدید اسماء صحابہؓ	؍؍	۷۱
امریکہ میں پاکستان کی سفیر!	اصغر چودھری	۷۲
چودھویں سالانہ شہداءِ ختم نبوت احرار کانفرنس ربوہ	نمائندہ خصوصی	۷۳
پیشہ ور گداگر (نظم)	پروفیسر محمد اکرام تائب	۷۸
جمہوریت (نظم)	سید عطاء المحسن بخاری	۷۹
دارِ بنی ہاشم (نظم)	عبدالکریم صابر	۸۰

دل کی بات

دیس ہمارا پاکستان

تصور اور تحریک کے اعتبار سے یقیناً جنت نشان ہے مگر تشکیل و تعمیر کے زاویہ سے تا ہنوز مسائلستان، اس کی بنیادی وجہ سیاستدانوں کی اقتدار پرستی ہے کہ جس کیلئے یہ لوگ بڑے سے بڑا قومی و ملکی مفاد بھی داؤ پر لگانے سے نہیں چوکتے نفاذ اسلام کا وہ نعرہ جو ۴۷ء میں گونجا تھا تا ہنوز گونج رہا ہے اور محض گونج رہا ہے اسلام کے نفاذ کیلئے نہ تو راہ ہموار کی گئی اور نہ ہی اس کیلئے خلوص کا مظاہرہ کیا گیا بلکہ اس کے مقابلہ میں جمہوریت کے صدارتی یا پارلیمانی نظام کی کشمکش میں عوام کو مبتلا کیا گیا یہ ابتلا اپنی تمام تر تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ علماء کرام بھی اس سیلاب بلا میں بہہ گئے اور شریعت اس ملک میں بازیچہ اطفال بنی سیاسی نٹ کھٹوں کا منہ تکا کی۔

اللہ تعالیٰ، رسولؐ اور امتِ رسول سے مسلسل وعدہ خلافی اور قومی دھوکہ دہی کی پاداش میں بہ طورِ سزا کے پاکستانی نسل اعمال خبیثہ کی دلدل میں دھنستی چلی گئی اور ملک مجموعی طور پر اندرونی و بیرونی اذیتوں سے دوچار ہو کر رہ گیا۔ انتظامیہ ہو کہ عدلیہ دونوں گروہ مجرمین میں ڈھل گئے سرکاری دفاتر لوٹ کھسوٹ کی منڈیوں میں بدل گئے اعلیٰ اور ادنیٰ ملازمین کے نزدیک کوئی سا عملِ بد گناہ نہ رہا صرف ان کی بات نہ ماننا بہت بڑا گناہ بن گیا سب سے بڑے ادارے افواج پاکستان سیاستدانوں کی زد پہ لا کر بٹھ دیئے گئے انتقام نے مہیب جبڑے کھولے اور ملک کی کریم ہڑپ کرلی مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا سندھ (خاکم بدہن) کا فتنۂ خوابیدہ جاگ چکا ہے کروٹیں بدل رہا ہے۔ پاکستان کے پر امن ایٹمی پروگرام کو یہود و ہنود کی ملی بھگت سے "امریکی دوست" ٹھپ کرنا چاہتے ہیں جنوبی ایشیاء میں ہندستان کی بالادستی بھی امریکی دوستوں کی طربناک آرزو ہے سوویت یونین کے ٹوٹ پھوٹ جانے سے اب تو "احیاء اسلام" کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی اب جو لوگ شریعت بل، نفاذ اسلام یا حکومت الہیہ کی بات کرتے ہیں انہیں بنیاد پرست کہا جاتا ہے یہ بھی امریکی دوستوں کی ذرہ نوازی ہی ہے پھر اسے پورے مغرب کی ابلیسی دنیا میں پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے امریکہ و یورپ کے تمام میڈیا زاپنی هفوات کا منہ پاکستان کی طرف کرلیتے ہیں ہمارے حکمران اور سیاستدان مغربی و امریکی ہذیان کا جواب نہیں دیتے تمام وسائل کی موجودگی کے باوجود کمر خمیدہ دم سادھے چپ رہتے ہیں اس پر ستم یہ کہ پاکستان میں ان کے نمائندے سردار آصف احمد علی اور بے نظیر آموختہ سنانا شروع کردیتے ہیں اسلام اور علماء کو کوستے ہیں قومی سرمایہ خود ہڑپ کرتے ہیں ملکی اقتدار کو گھر کی لونڈی سمجھتے ہیں تمام ذرائع ابلاغ پر خناسوں کو مسلط کرتے ہیں کافرانہ نظام پر مطمئن ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ اسی نظام میں بعض پسندیدہ تبدیلیاں کر کے علماء کے دستخط سے اسکو نفاذ اسلام کہا جائے!

جھنگ میں علماء کو قتل کیا گیا عوام کو لوٹا گیا صحابہؓ کو علی الاعلان گالیاں بکی گئیں جھنگ آتشِ ایران سے جل

گیا جو رہی سہی کسر باقی تھی وہ مسلم لیگ نے پوری کرنے کی ٹھان لی مسٹر وائیں نے دو سیٹوں کیلئے ایک ارب کے لگ بھگ قومی سرمایہ درجن بھر وزیروں کی ڈار، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی فوجِ ظفر موج اور "اصل مسلم لیگ پنجاب بھر کی انتظامیہ" جھنگ میں جھونک دی گویا "سرینگر" فتح کیا جارہا ہے، حلیفوں اور حریفوں میں تمیز ختم ہوچکی ہے پیپلز پارٹی کا فلسفۂ اقتدار آزمایا جارہا ہے

تو نیز بر سرِ بام آ کہ خوش تماشا ایست

پاکستان اقتصادی و معاشی بدحالی کے دہانے پر کھڑا ہے پی آئی اے، ریلوے، محکمۂ زراعت، محکمۂ تعلیم بدحالی افراتفری انتشار اور بد امنی اور خسارے کے شاہکار ہیں تمام محکمے اوور ڈرافٹ کی نذر ہوچکے ہیں اشیاء ضرورت روز بروز خونخار مہنگائی کے بلیک ہول کی طرف بڑھ رہی ہیں حکومت بھوک بھوک بھی الاپتی ہے اور نوٹ بھی دھڑا دھڑ چھاپتی ہے اور بہت بڑی جیل کا سپرنٹنڈنٹ سب اچھا کی صداء شبِ تار پر مطمئن محو استراحت ہے پاکستان میں کفار و مشرکین کی رسمیں خوب ذوق شوق سے پوری کیجاتی ہیں قوم کو انہیں رسموں میں الجھا کر حکمران ذوقِ حکمرانی میں بدمست ہیں، بسنت اور آتشبازی کے دخمہ پر ایک سو سے زائد انسانوں کی بھینٹ چڑھ چکی ہے مگر قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنی کارروائی پر بہت مطمئن ہیں شادی و فرحت کے شادیانے بجاتے ہیں اور پاکستان زندہ باد کے نعرے بھی لگاتے ہیں۔ جناب وزیرِ اعظم یہ قائد اعظم اور آپکے پاکستان کی ایک بجھی بجھی سی تصویر ہے جو میں نے اپنے وسائل سے آپ کو مہیا کی ہے آپ کے اختیارات و وسائل بے پناہ ہیں اسی خوردبین سے انہیں دیکھیں جس سے آپ اپوزیشن کے اعمال، احوال اور ان کے پولیٹکل الائنسز کو دیکھتے ہیں اور اپنی بہت زیادہ توجہ اسی طرف مبذول فرمائیں تاکہ پاکستان کی تعمیر ہوسکے۔

جہادِ افغانستان

۱۳ سال سے افغانستان میں علماء عوام مصروفِ جہاد ہیں اور انہوں نے جس بے جگری سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کمیونسٹوں کی سب سے بڑی طاقت سوویت یونین کو پسپا و پامال کیا اسکی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی اسی جہاد کی ضرب مومن سے روس کا پورا ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ گیا اب کہ جہاد کار اکابر و اصاغر اپنے منطقی نتائج تک رسائی حاصل کرنے والے ہیں امریکی اور بھارتی کفار و مشرکین اس فکر میں سرگرداں ہیں کہ افغانستان میں بھر نوع دینی حکومت قائم نہ ہوسکے کبھی نجیب کو آمادہ صلح کرتے ہیں کبھی ظاہر شاہ کا گھوڑا چلاتے ہیں اور کبھی ایرانی النسل مخلوط حکومت کا ڈول ڈالتے ہیں۔ افغان پالیسی وہی مضبوط و مستحکم ہے جو افغان مجاہدین کے اکابر وضع کریں انہی کا فیصلہ صحیح ہے اور انہیں کی بات معتبر ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ افغان اکابر سے تعاون کرے امریکی دباؤ میں آکر اپنی کوئی نئی رائے ان پر مسلط کرنے سے گریز کرے۔ حکومت کے اس مخلوط رویے سے مفتوحہ افغانستان میں قبائل کی باہمی آویزش کا خطرہ بھی پیدا ہوسکتا ہے اور ایسی مخدوش صورتحال کسی طرح بھی پاکستان کے حق میں نہیں ہوگی بلکہ براہ راست امریکی و بھارتی مفادات کو تقویت ملے گی اور یہ شہداء افغانستان اور ضیاء الحق شہید کے ساتھ کھلی غداری ہوگی۔

کشمیر

تقسیم ہند سے قبل بھی کشمیر مسلمانوں کا تھا اور اب کہ وہ پاکستان کی شہ رگ ہے اب بھی کشمیر ہمارا ہے اور اس پر ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں متفق ہیں سوائے رافضیوں اور مرزائیوں کے یہ فرنگی کے گماشتے سر ظفر اللہ خان کی قیادت میں کشمیر اور گورداسپور کو ہندوؤں کی گود میں پھینک کر ایک عرصہ مسرور و شاداں رہے مگر اب کشمیری حریت پسندوں کی قربانیوں اور عصمتوں کی ویرانیوں کے بعد یہ دونوں طبقے ایک اور چال چل رہے ہیں کہ کشمیر ایک آزاد ریاست کے طور پر آزاد ہو۔ اس خوفناک مرحلہ میں یہ بات ملک دشمنی اور مسلم دشمنی کی انتہاء ہے جناب وزیر اعظم کے ایک آدھ مجمل بیان سے ان لوگوں کو شہ ملی ہے کشمیری مسلمانوں کی امنگوں اور قربانیوں سے کسی کو کھیلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور کشمیر بنے گا پاکستان ایک سچا نعرہ ہے اور موجودہ جہادِ حریت اسکی سچائی کی جیتی جاگتی تصویر ہے! حکمران جماعت ایسے بیانات سے گریز کرے جس سے شبہات جنم لیتے ہوں۔

بقیہ از صفحہ سے آگے

آپ نے گندگی و غلاظت کے ڈھیر کو ہی صاف کرنا بہتر جانا! فرمایا میرے لئے وہاں کے بھنگی کی نسبت ہی بڑی سند ہے اس سے آگے میری ہمت نہ رہی کہ کچھ کہہ سکتا اس کے بعد جب بھی میں کبھی مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوۃ و التحیہ جاتا تو والد صاحب رحمہ اللہ مجھے یہی نصیحت فرماتے کہ روضہ عالیہ پر جانا تو میرا نام لیکر عرض کرنا یارسول اللہ آپ کا بھنگی خیر محمد سلام و صلوٰۃ عرض کرتا ہے اور میں جب یہ فقرہ کہتا تو میری آنکھیں ساون بھادوں کے مینہ کی طرح برس پڑتیں بس میں تو اس عظیم نسبت کو ہی بڑی بات سمجھتا ہوں باقی آپ جانیں اور آپ کے حالات ہم تو یہاں اسی نسبت کو لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ میں تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نور اللہ مرقدہ اور اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی محنت اور قربانی و ایثار کے طفیل اس مقام پر فائز ہوں دعاء فرمائیں اللہ پاک تازیست مجھ سے یہ خدمت لیتا رہے۔

شیزان کی جملہ مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

"شیزان" مرزائیوں کی فیکٹری ہے اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ "دارالکفر ربوہ" جاتا ہے آپ تو اس جرم میں شریک نہ ہوں!

شیزان کی جملہ مصنوعات کا بائیکاٹ دینی غیرت اور ملی حمیت کا تقاضیٰ ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

نمائندہ نقیب ختم نبوت (ملتان)

کسی سیاسی و مذہبی جماعت سے میرا کوئی تعلق نہیں
سعودی حکومت نے حرمین شریفین کی بے پناہ خدمت کی ہے

دارِ بنی ہاشم میں
فضیلتہ الشیخ محمد مکی حجازی مدظلہ کی آمد اور خطاب

شیخ محمد مکی مدظلہ حرمِ کعبہ میں درس و خطاب کے فرائض سرانجام دیتے ہیں گزشتہ دنوں وہ اپنے نجی کام کے سلسہ میں پاکستان تشریف لائے تو ہمیں بھی حرم کی بوئے جاں فزا میں سے حظِ وافر ملا۔ شیخ نے ازراہ کرم ہماری ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل فرمائی اور از خود ہی دارِ بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرنے کا ایماء ظاہر کیا آپ اپنی علالتِ طبع کے باوجود تشریف لائے اور یوں گویا ہوئے۔

میں کسی سیاسی و مذہبی جماعت کا نمائندہ نہیں ہوں، میرا پاکستانی سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میں مذہبی طبقاتی مناقشت اور منافرت پر یقین رکھتا ہوں میں بعض اخبارات میں شائع ہونے والی ان خبروں کی تردید کرتا ہوں جن سے یہ تاثر پیدا ہوا کہ میں یہاں سیاسی اور متنازعہ جلسوں سے خطاب کر رہا ہوں انہوں نے فرمایا میں تو بس اللہ کے دین کا خادم ہوں حرمِ اقدس میں رہنے کا شرف حاصل ہے اور میں وہاں کی خدمت کی نسبت کو قوی جانتا ہوں

گرچہ   خوردیم   نسبتیست   بزرگ
ذرۂ   آفتابِ   تابا   نیم

کوئی ہمیں امام حرم کہتا ہے اور کوئی کچھ میں تو محض خادم ہوں اور اسی خدمت کی نسبت پر مرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کہ سعودی حکومت نے حرمین شریفین کی بے پناہ خدمت کی ہے اور اس کی توسیع کے لئے تمام وسائل وقف کئے ہوئے ہیں۔ حجاج کرام کی مہمان نوازی اس والہانہ انداز میں کرتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل موہ لئے ہیں اور وہ سب ان کیلئے دعا گو ہیں آپ نے فرمایا میرے والدِ ماجد حضرت مولٰینا خیر محمد رحمہ اللہ کی مکی زندگی کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ آپ ایک دفعہ بیت الخلاء گئے تو وہاں ہر طرف گندگی پھیلی ہوئی تھی آپ وہاں سے پلٹے اور کسی دوست کے گھر قضاء حاجت سے فارغ ہو کر پھر حرم گئے اپنے معمولات و عبادات پوری کیں تو اچانک دل میں اس خیال کا گذر ہوا کہ میں نے مدینہ کے حمامات کی گندگی سے دل برداشتہ ہو کر منہ موڑا کہ کہیں سرکارؐ کو یہ بھی گراں نہ گزرے اور میں کسی وبال کی زد میں نہ آجاؤں چنانچہ آپ نے بالٹی اور جھاڑو لیا اور حمامات صاف کر دیئے میں یہ سب کچھ جانتا تھا مگر کچھ عرض نہ کر سکا جب والد صاحب گھر تشریف لے گئے تو میں نے اجازت لیکر عرض کیا کہ نیکیاں اس کے علاوہ بھی بہت ہیں اللہ و رسول کی رضاء حاصل کرنے کے اور بھی بہت سے نرالے ڈھنگ ہیں یہ کیا کہ

(بقیہ صفحہ ۵ پر)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

رمضان کے فضائل و مسائل

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ شَهْرٌ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ كَانَ مَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْ مَاسِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْ رِزْقِ الْمُؤْمِنِ فِيْهِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ اَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے، بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا۔ مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ

اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ اَسْقٰى صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

(رواه ابن خزيمة في صحيحه وقال ان صح الخبر ورواه البيهقي ورواه ابو الشيخ بن حبان في الثواب باختصار عنهما وفي اسانيدهم علي بن زيد بن جدعان ورواه ابن خزيمة ايضا والبيهقي باختصار عنه من حديث ابي هريرة وفي اسناده كثير بن زيد كذا في الترغيب قلت علي بن زيد ضعفه جماعة وقال الترمذي صدوق وصحح له حديثا في السلام وحسن له غيرما حديث

دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں ہے یہ ثواب تو اللہ جل شانہٗ ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام (و خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

وكذا كثير ضعفه النسائي وغيره وقال ابن معين ثقة وقال ابن عدي لم ار بحديثه باسا واخرج بحديثه ابن خزيمة في صحيحه كذا في رجال المنذري ص ٢٠ لكن قال العيني الخبر منكر فتامل۔)

ف ۔ محدثین کو اس کے بعض رواۃ میں کلام ہے لیکن اوّل تو فضائل میں اس قدر کلام قابل تحمل ہے دوسرے اس کے اکثر مضامین کی دوسری روایات مؤید ہیں۔ اس حدیث سے چند

امور معلوم ہوتے ہیں۔ اوّل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سیکنڈ بھی غفلت سے نہ گذر جائے۔ پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا۔ سب سے اوّل شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے ان اوراق میں اس کا بیان دوسری فصل میں مستقل آئے گا۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کے روزہ کو فرض کیا اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق سبحانہ و تقدس کی طرف سے ہے۔ پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سنت کیا۔ ان سے مراد تاکید ہے کہ حضور اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔ برہان میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے روافض کے سوا کوئی شخص اس کا منکر نہیں

ارشاد ہے کہ یہ غمخواری کا مہینہ ہے یعنی غربا مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لیے تیار کی ہیں تو دو چار غربا کے لیے بھی کم از کم ہونی چاہئیں۔ ورنہ اصل تو یہ تھا کہ اپنے لیے ان سے افضل نہ ہوتا تو مساوات ہی ہوتی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ خِصَالٍ فِیْ رَمَضَانَ لَمْ تُعْطَهُنَّ اُمَّةٌ قَبْلَهُمْ خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ يُوْشِكُ عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ اَنْ يُّلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ وَيَصِيْرُوْا اِلَيْكِ وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَا يَخْلُصُوْا فِيْهِ اِلٰى مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ اِلَيْهِ فِیْ غَيْرِهٖ وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِیْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهِیَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرَهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ

ابوہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں (۱) یہ کہ ان کے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے (۲) یہ کہ ان کے لیے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں (۳) جنت ہر روز ان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالٰی شانہٗ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں (۴) اس میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں اُن برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف

(رواہ احمد والبزار والبیہقی ورواہ ابوالشیخ ابن حبان فی کتاب الثواب الا ان عندہ وتستغفر لہم الملئکۃ بدل الحیتان۔ کذا فی الترغیب)

غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں (۵) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دے دی جاتی ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئیں اور پہلی امت کے روزہ داروں کو یہ رحمت نہیں ہوئیں۔ کاش ہمیں اس نعمت کی قدر ہوتی اور ہم ان خصوصی عطایا کے حصول کی کوشش کرتے۔

اوّل یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہو جاتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شراح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں آٹھ قول ہیں جن کو موطاؔ کی شرح میں بندہ مفصل نقل کر چکا ہے مگر بندہ کے نزدیک ان میں سے تین قول راجح ہیں۔ اوّل یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہوگی یہ مطلب تو ظاہر ہے اور اس میں کچھ تعجب بھی نہیں نیز درمنثور کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے اس لیے یہ بمنزلہ متعین کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آتی ہوگی۔ تیسرا مطلب جو بندہ کی ناقص رائے میں ان دونوں سے اچھا ہے وہ یہ کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ امر باب المحبت سے ہے جس کو کسی سے محبت و تعلق ہوتا ہے۔ اس کی بدبو بھی فریفتہ کے لیے ہزاروں خوشبوؤں سے بہتر ہوا کرتی ہے ؎

اے حافظ مسکین چہ کنی مشک ختن را … از گیسوئے احمد بستان عطر عدن را

مقصود روزہ دار کا کمال تقرب ہے۔ کہ بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے روزہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے

ؔ موطا، امام مالک کی عربی زبان میں بہت بہترین شرح موصوف نے کی ہے جو اوجز المسالک کے نام سے مشہور ہے۔

ہیں۔ مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ وہ خالص میرے لیے ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اُجْزٰی بہٖ ہے یعنی یہ کہ اسکے بدلہ میں میں اپنا آپ دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے قلب منوّر ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر جبھی کہ روزہ بھی روزہ ہو۔ صرف بھوکا رہنا مراد نہیں مشائخ نے روزہ کے آداب میں چھ امور تحریر فرمائے ہیں کہ روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔ اوّل نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر اور اسی طرح کسی لہو ولعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں، جس کی حلاوت اور لذّت قلب میں محسوس کرتا ہے، صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ جل شانہٗ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔ دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے، جھوٹ، چغلخوری، لغو بکواس، غیبت، بدگوئی بدکلامی جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے اس لیے روزہ دار کو چاہیے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر جھگڑا وغیرہ نہ کرے اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بیوقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے۔ تجھے ایسی لغویات کا جواب مناسب نہیں بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو احتراز بہت ہی ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا، روزہ میں اس شدّت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی۔ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں، صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضورؐ نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے حق تعالیٰ شانہٗ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی تھیں، اس حدیث سے ایک

مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وُہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوگئیں۔ اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بُری حالت ہوتی ہے۔ اس لیے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلامِ پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بکثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقۃً گوشت کھایا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے، معلوم ہُوا کہ ان کی غیبت کی تھی اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ عوام کا ذکر نہیں خواص بھی مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں۔ دیندار وں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔ اِس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہارِ واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا کہ کسی کی پس پشت ایسی بات کرنی جو اُسے ناگوار ہو، سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعۃً وہ بات موجود ہو، جو کہی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اگر واقعۃً موجود نہ ہو تب بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہُوا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذابِ قبر ہو رہا ہے۔ ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستّر سے زیادہ باب ہیں سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے، احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبروریزی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ ان میں سے کچھ معتدبہ روایات

جمع کر دوں اس لیے کہ ہماری مجلسیں اس سے بہت ہی زیادہ پُر رہتی ہیں مگر مضمون دوسرا ہے اس لیے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس بلا سے محفوظ فرمائیں اور بزرگوں اور دوستوں کی دُعا سے مجھ سیہ کار کو بھی محفوظ فرمائیں کہ باطنی امراض میں کثرت سے مُبتلا ہوں ۔

کبر و نخوت جہل و غفلت حسد و کینہ بدظنی　　کذب و بدعہدی ریا و بغض و غیبت دشمنی

کون بیماری ہے یارب جو نہیں مجھ میں بَقی　　عافنی من کل داءٍ واقض عنی حاجتی

ان لی قلباً سقیماً انت شافٍ للعلیل

تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے ۔ اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں ، چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے پاؤں کا ناجائز چیز کیطرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضاء بدن کا ۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا ، جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اُس کا حال اُس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کے لیے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لیے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کر دے گا ۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لیے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے ، مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوتِ نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے ، گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جائے گی ، مگر ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ افطار کے وقت تلافیٔ مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی رمضان المبارک بھی ہم لوگوں کے لیے خُوید کا کام دیتا ہے ۔ علامہ غزالیؒ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوت نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کر لے جو فوت ہوئی حقیقۃً ہم لوگ بجز اس کے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے ۔ بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کر جاتے ہیں جو بغیر رمضان کے میسر نہیں

ہوتی، لوگوں کی عادت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ عُمدہ عُمدہ اشیاء رمضان کے لیے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خُوب زیادہ سیر ہو کر کھاتا ہے تو بجائے قوتِ شہوانیہ کے ضعیف ہونے کے اور بھڑک اُٹھتی ہے اور جوش میں آجاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں وُہ سب جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے، بڑا نفع تو یہی ہے جو معلوم ہو چکا ہے یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھُوک کی حالت میں گذرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے۔ اس کے راستوں کو بھُوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے بھوکا رہنے پر موقوف ہے۔ جب نفس بھُوکا رہتا ہے تو تمام اعضاء سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھُوکے رہتے ہیں۔ دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبیہ اور ان کے حال پر نظر ہے وُہ بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھر لے کہ شام تک بھُوک ہی نہ لگے۔ فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہو سکتی ہے جب کچھ وقت بھُوک کی بے تابی کا بھی گذرے۔ بشر حافیؒ کے پاس ایک شخص گئے وُہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہُوئے تھے انہوں نے پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں اتنی ہمدردی کر لوں کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں مشائخ صوفیہ نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہاء نے بھی اس کی تصریح کی ہے صاحب مراقی الفلاحؒ لکھتے ہیں کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعم لوگوں کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علامہ طحطاویؒ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض کا مقصود یہ ہے کہ بھُوک کی تلخی کچھ محسوس ہو تاکہ زیادتیِ ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقراء پر ترس آسکے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے، ایک جگہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تُل جائے تو اُس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے رکھے اور ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو پُورے

رمضان المبارک دیکھا ہے کہ افطار وسحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک زیادہ نہیں ہوتی۔ دوستوں کے خیال سے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گذر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر و افطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو چلا گا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا الحمدللہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے حق تعالیٰ ہم سیہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرماویں تو زہے نصیب مولانا سعدیؒ کہتے ہیں ؎

ندارند تن پروراں آگہی　　　　که پُر معده باشد ز حکمت تہی

چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لیے ضروری فرماتے ہیں یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نامعلوم یہ روزہ قابلِ قبول ہے یا نہیں

شبِ قدر

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ فِیْ کَبْکَبَۃٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ ھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ فِطْرِھِمْ بَاھٰی بِھِمْ مَلٰٓئِکَتَہٗ فَقَالَ یَا مَلٰٓئِکَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَہٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآؤُہٗ اَنْ یُّوَفّٰی اَجْرَہٗ قَالَ مَلٰٓئِکَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْھِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شبِ قدر میں حضرت جبرئیلؑ ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لیے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے (اور عبادت میں مشغول ہے۔ دعائے رحمت کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہٗ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں (اس لیے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو اس مزدور

؎ حضرت مولانا حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں ہیں رائے پور ہی قیام رہتا ہے اپنے شیخ کے قدم بقدم متبع ہیں جو لوگ رائے پوری بارگاہ سے محروم رہ گئے مولانا کے وجود کو غنیمت سمجھیں کہ ہر جانے والا اپنی نظیر نہیں چھوڑتا (اب حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا بھی ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ جمعرات کو وصال ہو گیا، خواجہ محمد اسلام غفرلہٗ

إِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَعُلُوِّي وَ ارْتِفَاعِ مَكَانِي لَأُجِيبَنَّهُمْ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُونَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ۔

(رواه البیہقی فی شعب الایمان كذا فی المشكوة)

کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی اُجرت پوری دے دی جاوے تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوتے (عیدگاہ کی طرف) نکلے ہیں میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میرے علو شان کی قسم میرے بلندی مرتبہ کی قسم! میں ان لوگوں کی دُعا ضرور قبول کروں گا پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے پس یہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

ف: حضرت جبرئیلؑ کا ملائکہ کے ساتھ آنا خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور بہت سی احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ رسالہ کی سب سے اخیر حدیث میں اس کا مفصل ذکر آرہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ ذاکر و شاغل کے گھر جاویں اور ان سے مصافحہ کریں۔ غالیۃ المواعظ میں حضرت اقدس شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ فرشتے حضرت جبرئیلؑ کے کہنے سے متفرق ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا بڑا جنگل یا کشتی ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کرنے کے لیے وہاں نہ جاتے ہوں لیکن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا سور ہو یا حرام کاری کی وجہ سے جنبی یا تصویر ہو مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ کی اتنی بڑی نعمت رحمت سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کرتے ہیں

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرماویں مگر دو

فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِى التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (مشکوٰۃ عن البخاری)

مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کی تعیین اُٹھا لی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

ف۔ اس حدیث میں تین مضمون قابلِ غور ہیں، امر اوّل جو سب سے اہم ہے وُہ جھگڑا ہے جو اس قدر سخت بُری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے شب قدر کی تعیین اُٹھا لی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہُوا کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز روزہ صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور حضورؐ نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے، دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جبکہ بہت سی لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعویدار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں اوّل حضورؐ کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لیے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی

اعتکاف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِىْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِنِّىْ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِىْ اِنَّهَا فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے باہر سر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا، پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا۔ پھر مجھے کسی بتلانے

مَعِیَ فَلْیَعْتَکِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَّطِیْنٍ مِنْ صَبِیْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْا فِیْ کُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمُطِرَتِ السَّمَاءُ تِلْکَ اللَّیْلَةَ وَکَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَکَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صَبِیْحَةِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ۔ (مشکوٰۃ عن المتفق علیہ باختلاف اللفظ)

والے (یعنی فرشتہ) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے لہٰذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی (اس کی علامت یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا لہٰذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھپر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس کی صبح کو دیکھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ کَانَ مُعْتَکِفًا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ یَا فُلَانُ اَرَاکَ مُکْتَئِبًا حَزِیْنًا قَالَ نَعَمْ یَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِفُلَانٍ عَلَیَّ حَقٌّ وَلَا وَحُرْمَةُ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ مَا اَقْدِرُ عَلَیْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَفَلَا اُکَلِّمُهٗ فِیْکَ قَالَ اِنْ اَحْبَبْتَ قَالَ فَانْتَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لَهُ الرَّجُلُ اَنَسِیْتَ مَا کُنْتَ فِیْهِ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی علےٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے آپؓ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے اس نے کہا اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں

عہ ھکذا فی النسخۃ التی بایدنیا بلفظ حرف النھی وھو الصواب عندی لوجوہ ووقع فی بعض النسخ بلفظ ولاء بالھمزۃ فی آخرہ وھو تصحیف عندی من الکاتب وعلیہ قرائن ظاھرۃ ۱۲

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَهْدُ بِهٖ قَرِيْبٌ
فَدَمِعَتْ عَيْنَاهُ وَهُوَ يَقُوْلُ مَنْ مَشٰى
فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ وَبَلَغَ فِيْهَا كَانَ خَيْرًا لَّهٗ
مِنِ اعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ وَمَنِ اعْتَكَفَ
يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ
بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ
مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ (رواہ الطبرانی فی
الاوسط والبیہقی واللفظ لہٗ والحاکم
مختصرا وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب
وقال السیوطی فی الدر صححہ الحاکم
وضعفہ البیہقی)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اچھا کیا میں
اس سے تیری سفارش کردوں۔ اس نے
عرض کیا جیسے آپ مناسب سمجھیں، ابن
عباسؓ یہ سن کر جوتہ پہن کر مسجد سے باہر
تشریف لائے، اس شخص نے عرض کیا کہ
آپ اپنا اعتکاف بھول گئے۔ فرمایا
بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے
(صلی اللہ علیہ وسلم) سے سُنا ہے اور ابھی
زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا (یہ لفظ کہتے ہوئے)
ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے
لگے کہ حضورؐ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے
بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش
کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف
بھی اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں
آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی
ہے (اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی
کیا کچھ مقدار ہوگی

ف۔ اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے، اوّل یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا
ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں
اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہان اور ایک دن سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف
ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ علامہ شعرانی رحؒ نے کشف الغمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرۂ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں
کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز،
قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالےٰ شانہٗ اس کے لیے جنت میں ایک محل
بناتے ہیں۔ دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی

کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور اس کی قضا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں ٹوٹے ہوتے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں، یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بد دعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔ حضورؐ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصائح کے ساتھ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بد دُعا سے بچیو۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضاء واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے حضرت ابن عباسؓ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا ایسے ہی لوگوں کے لیے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاویں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لیے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو، اس صورت میں کوئی اشکال نہیں

شیعہ تصنیف کا بائیکاٹ کیجئے

صرف بہائی تصنیف بہاؤ الدین آملی شیعہ کے متبادل

صرف ابتدائی (تصنیف مولانا عبدالرحمٰن ظفر) قیمت چھ روپے چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

بصورت وی پی ملنے کا پتہ: **جامعہ خالد بن ولیدؓ** ٹھینگی کالونی ضلع وہاڑی

حاصل مطالعہ

محترم الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ

تِلۡكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ارشادات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

محض زبان سے کلمۂ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے ہر گز کافی نہیں۔ تمام ضروریات دین کو سچا ماننے اور کفر و کفار کے ساتھ نفرت و بیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہو گا۔ (مکتوب ۲۶۶۔ جلد اول ص ۳۲۳)

میری نظر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت و عداوت رکھنے کے برابر اس کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں (مکتوب نمبر ۲۶۶۔ جلد اول ص ۳۶۶)

مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۲۱ جلد سوم ص ۲۲۴)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام کے ساتھ محبت کا فرض ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت الی الحق و تبلیغ اسلام کی اجرت امت پر یہی قرار دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے ساتھ محبت کی جائے۔

قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی (مکتوب نمبر ۲۶۶، جلد اول ص ۳۲۶)

جو لوگ کلمہ پڑھتے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ان کو کافر کہا ہے۔ لیغیظ بھم الکفار۔ (مکتوب نمبر ۵۴ جلد اول ص ۷۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وجہ سے ان سے محبت رکھنی چاہیئے ان کے ساتھ محبت حضورؐ ہی کے ساتھ محبت ہے۔ ان کے ساتھ عداوت حضورؐ ہی کے ساتھ عداوت ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

اہلِ کفر کے ساتھ بغض و عناد رکھنا دولت اسلام کے حاصل ہونے کی علامت ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۶۴ جلد اول ص ۱۶۳)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کمال محبت کی علامت یہ ہے کہ حضور کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض رکھیں اور ان کی شریعت کے مخالفوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کریں۔ (مکتوب نمبر ۱۶۵ جلد اول ص ۱۶۸)

جو شخص حرام فعل کو (جس کی حرمت ضروریات دین سے ہو) اچھا سمجھے وہ مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ مرتد ہو جاتا ہے۔ (مکتوب نمبر ۲۶۲ جلد اول ص ۳۳۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں اور منافقوں پر جہاد کرنے اور سختی فرمانے کا حکم دیا۔

یایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم

تو ثابت ہوا کہ کفار اور منافقین پر سختی کرنا بھی خلق عظیم ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۶۳ جلد اول ص ۱۶۵)

مولانا سعید الرحمٰن علوی

مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک اہم خط

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۹۵۸ء) فی الحقیقت "آیت من آیات اللہ" تھے علم و فضل کے اعتبار سے اپنے ہم عصر حضرات میں یکتائے روزگار، اور اپنے دور کے اکابر کے محبوبِ نظر بھی، امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فاضل شاگرد مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے لئے یہ شعر پڑھا تھا کہ ؎

کامل اِس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے

اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بعض خادمانِ دارالعلوم دیوبند، مدرسہ کی مصالح کے لئے بعض سرکاری عمائدین کو مدرسہ میں بلا رہے تھے تو مولانا آزاد بھی اِس تقریب کے ایک طرح کے مہمان تھے لیکن سرکاری عمائدین چونکہ انکی موجودگی پسند نہ کرتے، اس لئے انہیں مہمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا، اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ شیخ الہند بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کے بقول "شیخ العالم" نے بھی تقریب میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور نوجوان ابوالکلام دیوبند میں ان کے مکان پر اُن کے مہمان قرار پائے۔

شیخ الہند سے جب اِس "خورد نوازی" کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے درج بالا شعر پڑھا اور کسی شکل بھی اُن کے بغیر تقریب میں شرکت منظور نہ کی۔

مولانا ایک ایسے گھرانے کے فرد تھے جو روایتی پیر قسم کا گھرانا تھا، اُن کے والد مرحوم کی اپنی روایات تھیں اور اپنی سوچ، وہ اپنے زمانہ میں اپنے معیارِ اسلام پر بس دو چار حضرات کو ہی پاتے اور اس سے زائد انہیں کچھ نظر نہ آتا۔ ویسے بعض قومی و اجتماعی معاملات میں انکی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے، خاص کر "نہرِ زبیدہ" کی مرمت اُن کا عظیم کارنامہ ہے جس سے حرم کے مہمانوں کو بڑی سہولت میسر آئی۔

ابوالکلام کو والدِ مرحوم اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے اور اپنی روایات کا وارث بنانا چاہتے لیکن وہ اپنی دنیا آپ بسانے والا شخص تھا، ایسے غیر معمولی قسم کے افراد روز تو پیدا نہیں ہوتے۔ دورِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے

بعد حضرت الامام ابوحنیفہ قدس سرہٗ العزیز سے لے کر ابوالکلام آزاد تک تاریخ کے مختلف ادوار میں چند ہی غیر معمولی نوعیت کے افراد پیدا ہوئے جنہوں نے گہرے نقوش چھوڑے اور جو صدیوں بعد بھی زندہ جاوید ہیں۔

مولانا نے آبائی ورثہ کو نظر انداز کر کے جہاں نئے شب و روز پیدا کئے۔ نئی دنیا بسائی۔ نئی روایات کو جنم دیا۔ وہاں بعض اُن روایات کو بھی زندہ کیا جو اہل زمانہ کی غفلت و بے حسی کی نظر ہو چکی تھیں گویا وہ حضرت امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر امیر المومنین سید احمد شہید اور امام محمد اسماعیل شہید قدس اللہ سرھما العزیز کی روایاتِ دار و رسن کو زندہ کرنے والے ثابت ہوئے ایسے ہی لوگ ہیں جن کی زندگی کی ترجمانی اس شعر میں کی گئی کہ ؎

کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی | اسی کشمکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں

یا پھر فیض صاحب نے ایسے حضرات کی زندگی کا نقشہ اپنے ایک شعر میں کھینچا کہ ؎

جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے | مقام فیض راہ میں کوئی جچا ہی نہیں

اسلافِ گرامی کی عظیم الشان روایات کو زندہ کرنے والے ابوالکلام نے بعض خاندانی روایات کو ترک کر کے اپنی دنیا آپ بسائی تو "ذوق سلیم" سے عاری ہمارے بعض دوستوں نے انہیں "روایتی مقلد" ثابت کرنے کی ٹھان لی جو کمال درجہ کی بدذوقی ہے۔ خیر، یہ ہمارا موضوع نہیں، ہم عرض کر رہے تھے مولانا کی غیر معمولی شخصیت اور ان کے کردار و عمل سے متعلق واقعہ یہ ہے کہ وہ،

ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

کے مصداق اپنی شخصیت و عظمت کے خود ہی گواہ ہیں اور ایسے ہی لوگ زمانہ کا رُخ تبدیل کرتے ہیں انہوں نے "ملّتِ خُفتہ کو بیدار کرنے کے لئے جو کچھ کیا اس کے لئے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور مجاہدِ حُریت مولانا محمود حسن کا یہ قول کافی ہے کہ

"ہم سب بھولے ہوئے تھے، ابوالکلام نے ہمیں بیدار کیا اور بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔"

شیخ الہند معمولی آدمی نہ تھے، ان کی بارگاہ میں گاندھی سے محمد علی جناح تک حکیم اجمل خان سے ڈاکٹر انصاری تک، مولانا حسرت موہانی سے مولانا محمد علی جوہر تک، مولانا عبدالباری فرنگی محلی سے مولانا معین الدین اجمیری تک سبھی عمائدین دست بستہ حاضر ہوتے اور ان سے رہنمائی چاہتے۔

وہی تھے جن کی گرفتاری پر "انجمن اعانت نظربندانِ اسلام" معرضِ وجود میں آئی جس میں جناب محمد علی جناح سمیت ہندوستان بھر کے مشاہیر اور وکلاء شامل تھے۔

اور وہی تھے جنہیں پوری ہندوستانی قوم نے بلاتفریق "شیخ الہند" کے خطاب سے نوازا، لیکن اس لفظ کی آبرو بڑھ گئی اور بقول استاذنا المکرم مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمہ اللہ تعالیٰ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ الہامی تھا جو ایک پاکباز وجود کے لئے ہی وضع ہوا۔" مولانا ابوالکلام کا سفرِ حیات ایسا نہیں کہ اس پر چند لفظوں میں تبصرہ ہو سکے۔ وہ ایک ادارہ اور انجمن تھے۔ اسوۂ خلیل علیہ السلام پر عمل پیرا یہ شخص بھی "کان امۃ" کا مصداق تھا جو اپنے وقت کے ہر فرعون و نمرود کے سامنے ڈٹ گیا۔

افسوس یہ ہے کہ اس نظریاتی مملکت کے وارثوں نے سیاسی اختلاف کے حوالہ سے حد درجہ بدذوقی کا مظاہرہ کیا اور اپنی سیاسی سوچ سے گہرے اختلاف رکھنے والے ہر شخص کو گردن زدنی قرار دیا، چاہے وہ مولانا ہوں یا شیخ الاسلام مدنی یا امیر شریعت بخاری۔ حالانکہ یہ اور ان کے قافلہ کے افراد ایسے تھے جن کے نچوڑے دامن سے فرشتے وضو کرنا سعادت خیال کرتے۔ "پاکبازانِ اُمت" کا قافلہ ایسا تھا کہ جن کا ہر فرد دورِ رسالت میں ہوتا تو صحابہ کرام کی پاکیزہ اور ایثار پیشہ جماعت میں ہوتا لیکن ایک "مردِ دانا" کے بقول "قدرت نے ہر دور کے لوگوں کو صحابہ کرام کی زندگیوں سے عملاً آگاہ کرنے کے لئے جو لوگ اٹھا رکھے تھے، یہ حضرات ان میں سے تھے۔"

یہاں کی کوڑھ مغز سیاسی قیادت ہو یا آبرو باختہ صحافت۔ اس کا وطیرہ بن چکا ہے کہ وہ ان بلا نوشانِ محبت کے منہ آنا اپنی عظمت خیال کرتا ہے، حالانکہ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ دن کے وقت سورج کی روشنی کسی کو نظر نہ آئے تو وہ شپرہ چشم کہلائے گا اور کچھ نہیں۔ ان حضرات نے اجتماعی مسائل کے حوالہ سے اختلاف کیا تو غایت درجہ شرافت، سنجیدگی، وقار، متانت اور دلائل کے ساتھ۔ اُن کے سامنے محض مسلمانوں کا مفاد تھا، ہندوستانیوں کا مفاد تھا وہ اپنے بے پناہ علم کے مطابق وطن پرستی اور اسلامیت کو دشمن خیال نہیں کرتے تھے، تاہم جب انہوں نے دیکھا کہ ملت نے ان کے فیصلہ کو قبول نہیں کیا تو انہوں نے اس کا برا نہیں منایا بلکہ ملت کی عظمت کے لئے پھر بھی کوشاں رہے۔

استحکام و دفاعِ پاکستان کے لئے قافلہ احرار کی خدمات کا کوئی کس طرح انکار کرے گا؟ اور اس حقیقت کا کس طرح انکار کیا جائے گا کہ مولانا آزاد نے بہت سے جوہرِ قابل یہاں بھیجے تاکہ تعلیم، صنعت

اور دُوسرے میدانوں میں مسلمانوں کا بھلا ہو سکے ۔

سردار شوکت حیات اور میاں افتخار الدین مرحوم کے حوالہ سے یہ بھی روایت ہے کہ لاہور اگر پاکستان کو ملا تو ابوالکلام کے صدقہ ؛ جب کہ یہ تو مشہور و معروف بات ہے کہ ابوالکلام پورے پنجاب کے لئے لیگی قیادت کو کہتے رہے تاکہ کشمیر اور نہری پانی کا مسئلہ پیدا ہو نہ ہی تبادلہ آبادی وغیرہ کے مسائل پیدا ہوں انہوں نے داؤد گروپ کے سیٹھ احمد داؤد سے کہا تھا کہ :

"مسلمانوں کی اجتماعی قیادت جو کر رہی ہے اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں ایک ختم ہونے والی بربادی کی شکل میں سامنے آئے گا ، اور یہ کہ پاکستان کے دونوں خطے ۲۵ برس اکھٹے نہ رہ سکیں گے رہ گئے تو ان کا چیلنج تھا کہ زندہ ہونے کی شکل میں انکی داڑھی مونڈ دی جائے ، مر جانے کی شکل میں ان کی قبر پر جُوتے مارے جائیں مسلمانوں کی بہتری کے احساس کے پیش نظر ہی وہ وہاں بیٹھ کر مناسب مشورے دیتے رہے ۔ محمد علی بوگرہ کو اور مرحوم فضل الحق چودھری کو جو انہوں نے کہا وہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے ۔ وہ فرماتے کہ :

" پاکستان ایک تجربہ ہے اس کی کامیابی و ناکامی کا انحصار پاکستانی قیادت پر ہے ۔"

افسوس کہ یہاں دستور کا مسئلہ حل ہوا نہ بنیادی حقوق کا ، بلکہ دستور کے لئے روز تجربے ہوتے رہے تو بنیادی حقوق کی جس طرح مٹی پلید ہوئی اس کا اندازہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے پاکستانی قیادت کے وحشت و بربریت کے رویّہ سے ہوتا ہے ، خیر ان باتوں کا ماتم کب تک - - - ؟ ابوالکلام نے مشرقی حصّہ کے ضمن میں جو کہا سو کہا انہوں نے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو جو کہا وہ بھی تاریخ کا حصّہ ہے اور وہ یہ کہ :

" میرے بھائی ، جب پاکستان کے مختلف خطوں کے حوالہ سے لوگ اپنی شناخت کرائیں گے تو آپ کی شناخت کیا ہو گی ؟

جناب الطاف حسین کی ایم کیو ایم آجکل اسی مسئلہ سے دوچار ہے ، سندھی بننے کو وہ طیار نہیں اور ان کے وجود کو سندھ میں خطرات لاحق ہیں ، جبکہ سندھ اور بلوچستان کی سرزمین میں زیر زمین پروان چڑھنے والے طوفانوں کا بھی ابوالکلام کی تحریرات میں ذکر ہے ۔

لیکن ہمیں اس وقت ابوالکلام کے سیاسی فلسفہ کا ذکر نہیں کرنا بلکہ ان کی اعتقادی جدوجہد کے ایک باب کا

ذکر کرنا ہے جو شاید بہت سے لوگوں کے لئے حیران کن ہو ۔

ان کا نامکمل شاہکار "ترجمان القرآن" ہے جس کی پہلی جلد کی اشاعت پر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مبارک دی تو ساتھ ہی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خضر کی عمر عطا فرمائے ۔ اس پر مولانا نے کہا

"میرے بھائی! ایسی دعا نہ کریں، تھوڑی ہو گی قسمت کی "

اور اس پر امیر شریعت جیسے خطیب اعظم نے جالندھر میں گھنٹوں تقریر کر دی ۔

یہ شاہکار نامکمل رہ گیا ۔ سبب حکومتی دار و گیر ہے اور بھی اسباب ہیں ۔ پھر بھی وہ آیات جن میں اعتقادات کی بحث ہے، اُن پر مولانا کے قلم کی روانی دیدنی ہے نہ کہ شنیدنی ۔ اعتقادات کی عمارت ہی تو ایسی عمارت ہے جس کے بغیر نہ دنیا کا اعتبار، نہ آخرت کی فلاح ۔ اور پھر جو شخص خاندانی روایات کا باغی ہو تو وہ اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ کے قدم بقدم کیسے نہ ہوگا ۔؟

لیکن اس نامکمل شاہکار سے ہٹ کر ایک اہم خط پیش خدمت ہے جو حال ہی میں سامنے آیا ۔ اس خط کا تعلق شیعہ حضرات سے ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا اس گمراہ کن اسکول کے معاملہ میں کتنے حساس تھے ۔

اس حوالہ سے مولانا کے بہت سے نیازمند بھی پریشان پریشان سے رہتے ہیں خاص طور پر بعض مضامین کے حوالہ سے جو خواہی نخواہی مولانا کے ذمہ مڑھ دیئے گئے ۔

"شہادت حسینؓ" اور "انسانیت موت کے دروازہ پر" کے مجموعے جناب عبدالرزاق ملیح آبادی کے قلم سے ہیں جس کی اب وضاحت بھی ہو چکی اور تفصیلات بھی سامنے آ چکی ہیں لیکن کاروباری عناصر باز نہیں آتے اور برابر انہیں مولانا کے حوالہ سے چھاپتے ہیں ایسا ہی جیسا کہ سید سلیمان ندوی مرحوم کے بعض مضامین مولانا کے ذمہ مڑھ دیئے گئے ۔

معاملہ محض اتنا تھا کہ یہ چیزیں الہلال، البلاغ میں شائع ہوئیں ۔ اُس دور میں مضمون نگاروں کو اپنے نام کا شوق نہ تھا اس لئے نام کا لاحقہ ساتھ نہ ہوتا ۔ اس لئے ہر چیز مولانا کے کھاتہ میں ڈال دی گئی لیکن اب تو ملیح آبادی کی اپنی تصریحات سامنے آ چکی ہیں، بہر حال ایسے ہی اسباب تھے جن کی وجہ سے مولانا کے نیازمندوں کو پریشانی رہتی ۔

لیکن اب دہلی سے تازہ کتاب آئی ۔ "خطوط ابوالکلام" "ساہتیہ اکادمی" دہلی کی شائع شدہ دہی

اکادمی جو مولانا کی کتابوں کو زیورِ نو خوبصورت انداز سے شائع کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اب تک اس اکادمی سے مولانا کی تفسیر ۴ جلدوں میں سامنے آچکی ہے جبکہ تذکرہ، غبارِ خاطر اور خطبات بھی۔ ان میں سے ہر کتاب پر معروف دانشور، ہفت زبانوں کے ماہر جناب مالک رام نے ایسے حواشی لکھے کہ ہر کتاب کا نسخہ دو آتشہ ہو گیا۔ یہ سب کتابیں "اسلامی مملکتِ پاکستان" کے "دیندار ناشر" بغیر کسی اجازت کے چھاپ چکے ہیں لیکن افسوس کہ وہ اس اچھے معیار کو بھی قائم نہ رکھ سکے۔

اس اکادمی سے اب یہ پانچویں کتاب سامنے آئی، جو خطوط کی پہلی جلد ہے یہ حال ہی میں ۱۹۹۱ء میں پہلی مرتبہ شائع ہونے والا مجموعہ ہے۔ اس میں "مولانا غلام رسول مہر" کے نام کے خطوط مطبوعہ ہیں جنہیں منتظم اکادمی نے باقاعدہ اجازت سے شائع کیا ہے لیکن اس طرح کہ حواشی نے ان خطوط کی بھی قدر و قیمت بڑھا دی ہے باقی خطوط جن حضرات کے نام ہیں ان میں مولانا محمد یوسف جعفری رنجور کے نام ۷۴ خط ہیں جعفری صاحب اور ان کے نام جو خط ہیں ان کا تعارف اس کتاب کے محشی جناب "مالک رام" کے قلم سے پیشِ خدمت ہے جو ص ۲۹۴ تا ۲۹۵ سے ماخوذ ہے۔

مالک رام صاحب کا مولانا سے بہت تعلق رہا تھا یہ ضلع گجرات کے باسی مالک رام ہفت زبان اور بہت ہی صاحبِ علم ہیں غالب اور ابوالکلام ان کی محبوب شخصیات ہیں۔ انہی کے حوالے سے ان کا بہت کام ہے وہ جو لکھتے ہیں سند ہوتا ہے اس لئے رنجور مرحوم کا تعارف انہی کے قلم سے پیشِ خدمت ہے

ان کے والد مولانا یحییٰ علی (ف ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۸ء) مشہور مقدمۂ وہابیانِ صادق پور (بہار) میں ماخوذ ہو کر مستوجبِ سزا ٹھہرے تھے۔ انہیں اولاً پھانسی کی سزا ہوئی تھی لیکن بعد کو اسے حبسِ دوام بعبور دریائے شور میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہ کالے پانی یعنی جزیرۂ انڈیمان جنوری ۱۸۶۶ء میں پہنچے اور دو سال بعد وہیں ۲۰ جنوری ۱۸۶۸ء کو لعارضہ بخار ودرد و ورم کبتین چودہ دن بیمار رہ کر واصل بحق ہوئے۔

مولانا محمد یوسف جعفری ۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۹ھ (۵ مئی ۱۸۶۳ء) کو پیدا ہوئے والد کی غیر حاضری میں ان کی تعلیم و تربیت سراسر اپنے چھوٹے خالو شمس العلماء محمد حسن کی نگرانی میں ہوئی۔ عربی اور فارسی کی تعلیم بخ کے انتظام میں پوری کی۔ اس کے بعد پہلے پٹنہ کالج میں اور بعد کو علی گڑھ کالج میں داخلہ لیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ملازمت کا زمانہ آیا تو سب سے پہلے محمڈن اینگلو عربک اسکول پٹنہ میں عربی کے مدرسِ اول مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی پٹنہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کی ادارت کا کام بھی ان کے سپرد رہا۔ یہاں چھپے سات

برس کام کرنے کے بعد ۱۸۹۰ء میں بورڈ آف ایگزامینرس، کلکتہ میں ہیڈ مولوی کے عہدے پر فائز ہوگئے۔ جب اس عہدے سے سبکدوش ہوئے۔ تو حکومت نے دوسرے خطاب شمس العلماء اور خان بہادر سے ان کی زندگی بھر کی خدمات کا اعتراف کیا۔

اردو اور فارسی نظم و نثر دونوں سے یکساں شغف تھا۔ رنجور تخلص کرتے تھے۔ انگریزی بھی خوب جانتے تھے بلکہ اس میں مولانا ابوالکلام آزاد کے استاد بھی تھے۔

انہوں نے طلبہ کے لئے متعدد نصابی کتب مرتب کی تھیں جو زیادہ تر ولایت سے نو آموز انگریزوں کے کام کی تھیں۔ ... دنوں ہوئے میں نے ان کی مرتبہ و مطبوعہ کتابیں (کلام اردو، نظم اردو منتخب ...) ... افرانس کے ایک کتاب خانے میں دیکھی تھیں۔

دیوان شائع نہیں ہوا بلکہ ... ایام میں شعر گوئی سے اس حد تک بیزار ہوگئے تھے کہ ضخیم دیوان نذرِ آتش کر دیا۔ جن بیاضوں میں رباعیات اور قطعات تاریخ تھے وہ محفوظ رہ گیئں اور اب قلمی حالت میں ان کے ورثا کے پاس کراچی میں موجود ہیں۔

ان کی شادی عظیم النسا بنت حکیم ظہور الحسن سے ہوئی، جن کے بطن سے سات اولادیں۔ تین بیٹے (اشرف الدین، محمد بن یامین، محمد حسان) اور چار بیٹیاں (انجم النسا، زاہدہ، حسنیٰ، بتول) ہوئیں۔ سب سے بڑا لڑکا اشرف الدین ۱۴ برس کی عمر میں خدا کو پیارا ہوگیا، منجھلے بیٹے محمد بن یامین نے بھی عین عالم شباب میں وفات پائی۔ ان دنوں رنجور کی آنکھوں میں پانی اتر آیا تھا اور کالا موتیا بڑھ رہا تھا۔ جس سے بینائی بہت کم ہوگئی تھی اس حالت میں دن رات کی گریہ وزاری سے جو تھوڑی بہت روشنی رہ گئی تھی، وہ بھی زائل ہوگئی اب وہ آنکھوں سے بالکل معذور ہوگئے۔ اسی حالت میں ۷ رجون ۱۹۲۳ء کو راہی ملکِ عدم ہوگئے۔

{ تذکرۂ صادقہ : ۶۱، ۵، ۸۷، ۸۸، خدا بخش لائبریری جرنل ۴۳، ۱۹۸۲ (مقدمہ) کشکول (قلمی) : ۵۲ }

مولانا کے اُن کے نام یہ خطوط ان کے نواسے پروفیسر سید قدرت اللہ فاطمی مقیم کراچی پاکستان کے پاس محفوظ تھے، جو انہوں نے ہندوستان کی معروف خدا بخش لائبریری (پٹنہ) کے جرنل ۴۷ میں شائع کرا دیئے۔ لائبریری اور فاطمی صاحب کی اجازت سے اس مجموعہ میں یہ خطوط شامل کئے گئے

(ص ۲۹۴ تا ۲۹۶)

مولانا کا جو خط اس وقت پیشِ خدمت ہے وہ ۵۷ خطوط میں سے ۴۰ ویں نمبر پر ہے اور اصل کتاب کے صفحات ۶۵، ۶۶، ۶۷ پر مندرج ہے۔ پہلے اس خط کا متن ملاحظہ فرمالیں۔

"بھائی رنجور! میں مغرب کے بعد بھی نہیں آیا، تم نے بہت انتظار کیا ہوگا، مگر کیوں نہیں آیا؟ اس کی وجہ بھی سن لو!

"اسلام اور محرم" نے شیعوں میں ایک سخت جوش پیدا کر دیا ہے، "الحق مر" ضروری امر ہے اور اسی کا یہ سب نتیجہ ہے۔ اگرچہ سارے مضمون میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے، جس میں شخصیت یا ذاتیت کا مضمون ہو، لیکن صاف صاف اور سچے لفظوں نے ایک جاہلانہ جوش پیدا کر دیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ فوجداری ہتکِ مذہب کی کریں گے، کوئی کہتا ہے کہ مقیم السلطان کے ذریعہ سے کوشش کریں گے مگر یہ ایران نہیں ہے، بلکہ انڈیا ہے، جس پر برٹش بھر رہا اور ڈر رہا ہے، جب تک قانونی گرفت نہ ہو، کچھ نہیں ہو سکتا۔ سلف کی کتابیں اس سے سخت لفظوں سے بھری پڑی ہیں مگر ان پر کوئی اعتراض اس لئے نہیں کرتا کہ مذہبی پیرایہ میں ہے۔ اور اس لئے قابلِ تردید ہے نہ کہ قابلِ غضب وغصہ۔ بعض حضرات اس امر پر تلے ہیں کہ ذاتیات سے پیش (؟) آئیں۔ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے، حق کہا ہے اور صرف مذہبِ اسلام کی تائید اور بالخصوص مخالفین اسلام کے اعتراض کے دفعیہ کے لئے۔ اور جب مجھے میرا کانشنس کہہ رہا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے، محض احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے، تو مجھے کچھ ڈر نہ ہونا چاہئیے گو کچھ بھی کیوں نہ ہو، مجھے دنیا کے تہور پیغامبران کی لائف پیشِ نظر رکھنا چاہئیے۔

مگر افسوس ہے اور نہایت سخت افسوس ہے، اور بڑا افسوس ہے کہ میں اسے ضبط نہیں کر سکتا کہ میں اپنے ساتھ ایک خاندان بھی لئے ہوئے ہوں جو اس قسم کی اصلاح کو غیر ضروری، بلکہ ناجائز مصلحت اور "تقیہ" کو حق سمجھتے ہیں۔

اس لئے آج شام سے جب کہ چند جاہل عورتوں نے آکر کچھ کہا ہے، گھر میں ایک عجیب جوش پیدا کیا گیا اور ملامت کی اوچھاڑ، خودکشی کی سی جائز اور تکلیف دہ چیز کا لطف پیدا کر دیا ہے اگر میں ان سے کہوں کہ بس بات تو میرا کانشنس اور ساتھ ہی مذہب اسلام ناجائز لکھتا ہے اسے زبان سے کہنے میں نہیں رہ سکتا، یہ اعجیب مجھ کو کہتے ہیں، کرتا ہے تو وہ ملامت،

مصلحت کی آواز لگاتے ہیں۔

میرے دلسوز بھائی! میں مصلحت کو تقیہ سمجھتا ہوں اور اس لیئے میں کہ نہیں سکتا۔ میں اپنے نانا ان سے مخالفت کرنے پر، باوجود بہت ضبط کے اپنے کانشنس کے ہاتھوں مجبور ہوں، تو اوروں کے آگے کیوں نہ کہوں! بھائی، ایسی مصلحت مجھ سے قیامت تک نہ ہو گی، گو دارو رسن کا ہی مضمون کیوں نہ ہو۔ تمہارے خاندان کی حالت میرے پیشِ نظر ہے اور ثابت قدمی کی بہت سی مثالیں اور حق گوئی کی بہت سی نظیریں دماغ میں موجود ہیں، اور اس لئے کبھی مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ بھائی ان لفظوں کو میری باتیں ہی باتیں نہیں سمجھئے گا۔ واللہ یہ میں نہیں کہتا، بلکہ مرا وہ سچا کانشنس کہہ رہا ہے، جو مذہبِ اسلام اور توحید کی سچی محبت سے پیدا ہو گیا ہے۔ میں تم سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میری کیا حالت ہے۔ طبیعت اُمڈی آتی ہے اور بے اختیار رو رہا ہوں۔ بار بار افسوس آتا ہے کہ اگر آج میں آزاد ہوتا، اور میری حالتوں (مالی حالت) اور عقائد کا (؟) پر کوئی روک نہ ہوتا (؟ ہوتی) میری مصیبت پر کوئی غم کرنے والا نہ ہوتا، تو مجھے کچھ افسوس نہ ہوتا، اور میں اپنے عقائد کو صاف طور سے للکار کر کہہ سکتا۔ اگر مجھ پر مصیبت آتی، اسلام کی حمایت کی بدولت، تو میں اُسے بخوشی قبول کرتا اور ذرہ بھر اس میں بے عزتی نہیں سمجھتا، مگر اب تو میرے افعال کا سلسلہ اوروں تک پہنچ گیا، اور وہ اسے باعثِ ننگ و عار سمجھتے ہیں۔ سلف کے کارنامے بھول گئے ہیں اور اس سے مجھ پر جانکنی کی حالت طاری ہو رہی ہے اور میری وجہ سے انکی، ان کے خیال کے موافق، بے عزتی ہو گی۔ حالانکہ میں تو اسے باعثِ فخر سمجھتا ہوں، اور قسم خدا کی اسے کبھی باعث عار نہیں سمجھتا۔ ہاں اگر کچھ کہتا ہوں تو اوس اسلام اور اوس خیالِ توحید کو جس کی محبت میں یہاں تک دیوانہ ہو گیا ہوں ؎

بجرمِ عشق تو ام می کشند غوغائیست | تو نیز بر سرِ بام آ کہ خوش تماشائیست

کیا غضب کی بات ہے کہ اس قسم کی ہزاروں کتابیں لکھی جائیں۔ شیعہ مصحفِ عثمانی کو کہیں کہ اس قرآن کو جلادو، اور ہمارے آباء و اجداد پر تبرّا بھیجیں۔ مگر ہم اگر کہیں کہ اس تماثیل پرستی کو ترک کر دو تو تم سے لڑنے اور فوجداری کے لیئے آمادہ ہو جائیں! فوجداری وغیرہ تو نا ممکن نہ ہو گی۔ اب رہا ان کے ذاتیات کے بدلے! تو میں ہرگز ہراساں نہیں ہوں۔ اوس خدا پر بھروسہ

ہے جس کی توحید کے لئے میں نے لوگوں کی ملامت کا خیال نہیں کیا" الخ

مولانا نے جس مضمون کا حوالہ دیا افسوس کہ وہ دستیاب نہیں تاہم مالک رام صاحب کے بقول وہ "احسن الاخبار" نامی ہفت روزہ میں چھپا (ص ۳۹۶) جس کے شریک مالک اور ایڈیٹر مولوی احمد حسن" مولانا آزاد کے بقول "عربی کے اچھے مولوی اور انگریزی انٹرنس تک پڑھے ہوئے بہت روشن خیال" تھے (ص ۳۹۶) مالک رام صاحب کے الفاظ :

"مضمون میں محرم کے دنوں میں علم وغیرہ کے جلوس پر کسی قدر سخت لفظوں میں تنقید کی گئی تھی اور ان تمام رسوم کو خلاف اسلام اور "رومن کیتھولک عیسائیوں اور بت پرست قوموں کی تقلید کیا گیا تھا"۔۔۔۔ اس پر شیعی حضرات میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور بڑی مشکل سے یہ ہنگامہ فرو ہوا۔

(ص ۴۰۱)

مالک رام صاحب نے لکھا ہے کہ اس ضمن میں "آزاد کی کہانی" از ملیح آبادی میں بھی تفصیل موجود ہے تفصیل سے قطع نظر اصل سوال اس مضمون کا ہے۔ افسوس وہ دستیاب نہیں۔ البتہ مولانا کے اس خط سے جس کا متن اوپر نقل ہوا۔ نہ صرف اس مضمون کا ذکر ہے بلکہ اپنے خیالات پر اصرار بھی ہے اور اس لئے کہ یہ دین و ایمان کا مسئلہ ہے رنجور کے نام مولانا کے خط ۴۱ تا ۴۲ میں بھی اس مضمون کے حوالہ سے بعض اشارات ہیں لیکن ان کا تعلق اس ہنگامہ سے ہے جو اس مضمون پر سامنے آیا۔ اس لئے ان کی چنداں ضرورت نہیں البتہ خط ۴۳ کا وہ حصہ قابل غور ہے جس سے "مولوی عبدالباری صاحب" کے مضمون سننے اور اپنی رائے کا ذکر ہے۔ خیال یہ ہے کہ اس سے مراد مولانا عبدالباری فرنگی محلی ہیں یا پھر اسی عظیم خاندان کے کوئی صاحب علم مولانا عبدالباری۔ جو بھی ہو اپنے وقت کا کوئی بڑا آدمی ہے۔ بقول مولانا آزاد انہوں نے مضمون کا ذکر چھیڑ کر اور سن کر" نہایت عمدہ ہمدردی ظاہر کی"۔ (ص ۷۰)

جس کا معنی یہ ہے کہ ہر دور کے محقق علماء کی طرح مولانا عبدالباری بھی شیعہ کے متعلق واضح اور صاف ذہن رکھتے۔ مولانا آزاد نے اپنے مضمون کے ضمن میں جس پامردی، جرأت اور استقامت کا مظاہرہ کیا وہ انہی کا حصہ ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ،

ع ایں کار از "او" می آید و مرداں چنیں کنند

مولانا جیسے انسان جو اپنے گھر کی توہم پرست اور بر خود غلط پیری مریدی کے چکر سے آزاد ہو کر

ٹھوس اور سیدھی راہ اپنا چکے تھے ان سے شیعہ کے متعلق ایسے ہی جذبات کی توقع رکھی جاسکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ شیعہ اسکول ایک ایسا اسکول ہے جس نے ملّت کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی ہمیشہ کوشش کی دینی اعتقادات کو مسخ کیا، جذبۂ عمل کو فنا کیا، دینی اخلاق و روایات کی بربادی کا سامان کیا اور یہودی ذوق و مسلک کا وارث بن کر ملّت کی اجتماعیت کو تباہ کرنے میں ساری عمر کھپادی۔

مولانا آزاد جیسے مردِ مومن اور تاریخی شعور سے بہرہ ور انسان سے ایسی ہی توقع تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی رُوح پر بے پناہ اَن گنت رحمتیں نازل کرے۔ مرحوم کے ذوقِ ایمانی کے متعلق شکوک پیدا کرنے والے بدخواہوں کے لئے اِس خط میں عبرت کا بڑا سامان ہے۔

اھلِ سنت کا روپ دھار کر رافضیت و سبائیت پھیلانے والے مذہبی بہروپیوں کا مکمل پوسٹ مارٹم،

معرکہ حق و باطل میں ایک حق پرست عالم دین کی صدائے رستاخیز

فتنہ سبائیت کے تابوت میں پہلا کیل — باطل کے ایوانوں میں رعد کی گونج

سبائی فتنہ (جلد اوّل)

مصنّف :- حضرت مولانا ابو ریحان سیالکوٹی

ایک علمی محاسبہ — ایک تہلکہ خیز کتاب

جس میں ....!

اسلام کے خلاف یہودیوں، سبائیوں اور رافضیوں کی گھناؤنی سازشوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے۔ مقام و منصب صحابہ کرامؓ کو مجروح کرنے والے سبائی ایجنٹوں اور رافضی گماشتوں کے مکروہ چہروں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے بارے میں دو ذہنی پیدا کرنے والے نام نہاد تقدس مآبوں اور نسبتوں کے پجاریوں کے فکری مغالطوں اور علمی بے مائیگی کا بھرم کھول کر رکھ دیا ہے۔ علم کے نام پر جہالت اور حق کے نام پر باطل افکار پھیلانے والوں کی فتنہ سامانیوں کو تار تار کر دیا گیا ہے۔ خلافت راشدہ اور خطاء اجتہادی جیسے اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

صفحات: 576، خوبصورت جلد، کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، قیمت =/125 روپے، خصوصی رعایت =/90 روپے پیشگی منی آرڈر بھیجنے والوں کو رجسٹرڈ ڈاک سے کتاب ارسال کی جائے گی۔ اپنا آرڈر جلد ارسال کریں۔

ملنے کے پتے :- بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

شیخ فہیم اصغر فہیم چپل سٹور، قاضی مارکیٹ، تلہ گنگ

مولانا محمد عبدالحق چوہان

"دعوت ذوالعشیرہ اور اس کی حقیقت"

اس وقت دوماہی رسالہ توحید بابت ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ رسالہ ایران سے شائع ہوتا ہے زیر نظر شمارہ میں ایک مضمون بہ عنوان "مسئلہ امامت کی کلامی تحقیق" شریک اشاعت ہے۔ مضمون نگار نے اثبات مدعا کے لئے اہل سنت کی کتب سے آثار نقل کرنے کی کوشش کی ہے کہ جن سے یہ ثابت ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد خلافت بلافصل کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا۔ دجل و تلبیس امت سبائیہ کا ایک ایسا خاصہ ہے کہ جس کی آمیزش ان کی ہر تحریر و تقریر میں موجود ہے۔ مضمون نگار نے اپنی اس کلامی تحقیق میں دجل و تلبیس کی بنیاد پر اپنے مدعی کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ پورا مضمون ہی ایک مغالطہ ہے لیکن ہم اس وقت اس کے ایک حصہ پر تبصرہ کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق اہل سنت کی کتب سے ہے۔ وہ "دعوت ذوالعشیرہ" کے زیر عنوان ہے کہ ابن ہشام کے حوالے سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک دعوت کا اہتمام کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دعوت کا انتظام کر لیا تو آپ نے بنی ہاشم کو دعوت دی۔ جب لوگ حاضر ہو گئے اور طعام کھانے سے فارغ ہو گئے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور فرمایا میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کی جانب سے مبعوث کیا گیا ہوں مجھے مامور کیا گیا ہے کہ پہلے تم لوگوں کو دعوت دوں۔ اگر تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا تو دنیا و آخرت کی سعادت تمہارا نصیب ہو گی۔ اس پر ابولہب آگ بگولہ ہو گیا اور جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسری مرتبہ دعوت کا انتظام کیا چالیس افراد دعوت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو فرمایا

> تم میں سے جو شخص سب سے پہلے میری دعوت قبول کرے گا میرے بعد میرا وصی وزیر اور جانشین ہو گا علی کے سوا کسی اور نے پیغمبر کی بات کا مثبت جواب نہ دیا۔ اور تین مرتبہ پیغمبر نے اعلان کیا اتنی مرتبہ علی اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے آخر پیغمبر نے فرمایا میرے بعد تم ہی میرے وصی وزیر اور جانشین ہو گے۔

اس روایت پر پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پہلے

مسلمان نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس روایت کے یہ الفاظ کہ :

"تم میں سے جو شخص سب سے پہلے میری دعوت قبول کرے گا میرے بعد میرا بھی وزیر اور جانشین ہوگا"

صراحتاً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس وقت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس دعوت کے قبول کرنے پر اولیت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر اپنا منصب وزارت اور خلافت پیش کر رہے ہیں۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اس منصب کے حصول کا شرف کسی کو حاصل نہیں ہوا تھا ورنہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کذب بیانی کی نسبت لازم آئے گی ، اور یہ آیت بعثت نبوی سے تین سال بعد نازل ہوئی تھی۔ لہذا وہ تمام روایات کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بعثت کے بعد جلد ہی مشرف با سلام ہو چکے تھے اس روایت کی تکذیب کرتی ہیں۔ پھر یہ کہ یہ روایت سیرۃ ابن ہشام میں نہیں بلکہ "الوفا ر باحوال المصطفیٰ" میں ہے جو کہ علامہ ابو الفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی الجوزی رحمہ اللہ تعالیٰ المولود ۵۱۰ھ المتوفیٰ ۵۹۷ھ کی تالیف ہے اور اس میں روایت کے یہ الفاظ ہیں اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ہے۔

فقال یا بنی عبدِ المطلب انی واللہ ما اعلم شاباً من العرب جاء قومہ بأفضلَ مما قد جئتکم به انی قد جئتکم بخیر الدنیا والأخرۃ وقد امرنی ربّی ان ادعوکم الیه فأیّکم یؤازرنی علی ھٰذا الامر علی ان یکون اخی فاحجم القوم فقلت وانا احد ثهم سنّاً. انا یا نبی اللہ فقام القوم یضحکون۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ص۱۸۵ ج ۱)

اے بنی عبدالمطلب خدا کی قسم عرب کے اندر میں ایسا کوئی نوجوان نہیں جانتا جو اپنی قوم کیلئے مجھ سے زیادہ کوئی اچھی چیز لایا ہو۔ میں تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دوں پس جو شخص اس کام پر میرے ساتھ تعاون کرے گا ، وہ میرا بھائی ہوگا سارے لوگ خاموش رہے میں نے کہا میں ہی اس دعوت کو قبول کرتا ہوں حالانکہ میں سب سے عمر میں چھوٹا تھا۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اس روایت میں نہ تو جانشینی کا تذکرہ ہے اور نہ ہی وصی ہونے کا ثبوت بلکہ صرف اخوۃ اسلامی کا ذکر ہے اور یہ اخوت خلافت بلافصل کو مستلزم نہیں، اور سنداً بھی یہ روایت قابلِ اعتنا نہیں اس لئے کہ بیہقی نے یہ روایت یونس بن بکیر کے واسطے سے ذکر کی ہے اور یونس کے استاذ ابن اسحٰق اور عبداللہ بن حارث کے درمیان مبہم راوی ہے جو کہ مجہول الذات والصفات ہے اور ابوجعفر ابن جریر طبری نے یہ روایت عبدالغفار بن القاسم کے واسطے سے نقل کی ہے اور اس کے متعلق علماء اسماء الرجال کا فیصلہ ہے :

كذاب شيعي اتهمه على بن المديني وغيره بوضع الحديث	یہ جھوٹا رافضی ہے علی بن المدینی اور دوسرے علماء نے کہا ہے کہ یہ جھوٹی حدیثیں وضع کرتا ہے
اور ابن حبان نے اس کے متعلق کہا ہے :	
كان عبد الغفار بن القاسم يشرب الخمر حتى يسكر وهو مع ذلك يقلب الاخبار لا يجوز الاحتجاج به	ابن القاسم شرابی نشہ باز تھا اور ساتھ ہی اس میں یہ عیب تھا کہ وہ حدیثوں میں رد و بدل کرتا تھا اس وجہ سے اس کی روایات سے استدلال کرنا جائز ہی نہیں۔
(منهاج السنه ص۸۱ ج ۴)	

اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند میں عبداللہ بن عبدالقدوس ہے جس کے متعلق یحیٰی بن معین کا فیصلہ ہے کہ " ليس بشئ رافضي " یعنی قابلِ اعتماد ہی نہیں اور رافضی بھی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس روایت کی تمام سندوں میں مجروح اور ناقابلِ اعتماد رُوات ہیں۔

سیرت ابن ہشام میں ایک روایت ہے کہ جس دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے دریافت کریں کہ آپ کے بعد خلافت کس کے لئے ہے اگر ہمارے لئے ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے اور اگر کسی دوسرے آدمی کے لئے ہے تو اس کو ہمارے متعلق وصیت فرما دیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ کام نہیں کرتا اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہمارے لئے انکار کر دیا تو پھر ہمیں کبھی بھی خلافت نہیں ملے گی۔

فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فان كان هذا الامر	ہمارے ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اور یہ دریافت کرلیں اگر یہ امر خلافت ہمارے

فینا عرفناه وان کان فی غیرنا امرناه فاوصی بنا الناس قال فقال علی انی والله لا افعل والله لئن منعناه لا یؤتیناه احد بعده

(سیرت ابن ہشام ص۶۵۴ ج۲)

ہم میں ہے تو معلوم ہو جائے گا اور اگر کسی دوسرے شخص کے لئے ہے تو پھر آپ کو عرض کریں کہ اس کو ہمارے متعلق وصیت کر دیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں تو یہ کام ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ اگر خلافت سے ہم روک دیئے گئے تو پھر بعد میں ہمیں کوئی بھی خلافت نہیں دے گا۔

اگر دعوت ذوالعشیرہ والی روایت صحیح ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے متعلق وصیت فرمائی ہے اور میں پیغمبر کا وصی ہوں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی یہ ضرورت محسوس نہ کرتے کیونکہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی وصیت ہوتی تو ان کو بھی یہ بات معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عباسؓ بھی تو اسی خاندان کے ایک فرد تھے بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے باپ بجا تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ جواب نہ دینا بھی اہل تشیع کردہ روایت کے موضوع ہونے پر برہان مبین ہے۔ اسی مضمون میں سیرت ابن ہشام کے حوالے سے ایک دوسری روایت نقل کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگ بازار عکاظ میں جمع ہو جاتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچ کر مختلف قبائل کے درمیان گھوم گھوم کر لوگوں کو دعوت حق دیا کرتے تھے۔

ایک قبیلہ کا سردار جو بہت ذہین اور چالاک تھا پیغمبر سے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد اپنے قبیلہ والوں سے کہنے لگا اگر یہ شخص ہم میں سے ہوتا تو میں اس کے ذریعہ پورے عرب کو کھا جاتا۔ چنانچہ اس نے پیغمبر اکرم سے کہا کہ میں اور میری قوم آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ بھی ہم سے یہ وعدہ کیجئے کہ اپنے بعد کے لئے مجھے یا ہم میں سے کسی شخص کو اپنا نائب و وصی معین کریں گے۔ پیغمبر نے فرمایا میرے بعد کون میرا جانشین ہوگا یہ مجھ سے مربوط نہیں اس کا تعلق خدا سے ہے۔

واقعی سیرت ابن ہشام میں ہے جس کے یہ الفاظ ہیں :۔

والله لو انی اخذت هذا الفتیٰ من قریش لاکلت به العرب ثم ارأیت ان نحن بایعناك

خدا کی قسم اگر یہ نوجوان میں قریش سے لے لوں تو اس کے ذریعہ میں پورے عرب کو کھا جاؤں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ

على امرك ثم اظهرك الله على من خالفك أيكون لنا الأمر بعدك قال الامر الى الله يضعه حيث يشاء ۔ (ابن هشام ص۲۴ ، ص۲۵ ج ۱)

یہ بتلائیے کہ اگر ہم آپ کی بیعت کر لیں اس شرط پر کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو تمہارے مخالفین پر غالب کر دے تو کیا آپ کے بعد خلافت ہمارے لئے ہوگی؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ۔ وہ جس کو چاہیں خلیفہ بنا دیں ۔

لیکن ابن ہشام کی روایت کی صحت "دعوت ذوالعشیرہ" والی روایت کی تکذیب کو مستلزم ہے اس لئے کہ ذوالعشیرہ والی روایت صحیح ہوتی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس سردار کو یہ جواب دیتے کہ جانشینی ، خلافت اور وصیت کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے متعین ہو چکا ہے ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب نہ دینا بھی اس دعوئ پر واضح دلیل ہے کہ ذوالعشیرہ والی روایت موضوع ہے پھر یہ کہ خلافت کا معاملہ جب اللہ کی مشیت پر موقوف تھا تو مشیت ایزدی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق تھی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا ہے ۔

لما عرج بی سألت ربی ان يجعل الخليفة من بعدى على بن ابى طالب فقالت الملائكة يا محمد ان الله يفعل ما يشاء الخليفة بعدك ابو بكر

جب مجھے معراج ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ میرے بعد علی بن ابی طالب کو خلیفہ بنایا جائے ۔ تو فرشتوں نے مجھے جواب دیا اے محمد اللہ تعالیٰ اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ چاہیں تیرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا ۔

(ازالۃ الخفاء ص۳۰ ج ۲ ، غنیۃ الطالبین ص۶۶ ج ۱)

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ خلیفہ برحق وہی ہوگا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوگی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تھی اس لئے خلافت بلافصل کا استحقاق بھی انہی کا ہوگا اور وہی خلیفۂ اوّل برحق ۔ الحمد لله اولاً و اخراً ظاهراً و باطناً ۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى اله واصحابه و ازواجه الطيبات الطاهرات اجمعين ۔ آمين ۔

ابو سفیان تائب

شب قدر

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے۔ اس ماہ مبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں اس رات کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ انتہائی خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو یہ مبارک رات نصیب ہو جائے اور وہ اس کو عبادت میں گزار دے۔ گویا اس نے تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب قدر اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے سابقہ امتوں کو نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ کیلئے اس مخصوص انعام کے مختلف اسباب احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت زیادہ ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت کم ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔ اس سے رحمتِ دو عالم کو رنج ہوا اور اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام ہے کہ اگر کسی قدر دان کو دس راتیں بھی نصیب ہو جائیں اور وہ ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا اس نے آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزارا۔ ایک دوسری روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا۔ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل، حضرت یوشع علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ اسی اسی برس تک عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی۔ اس کا سبب نزول جو بھی کچھ ہوا ہو لیکن امت محمدیہ کیلئے یہ اللہ جل شانہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اس رات کی فضیلت خود قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اور مستقل ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے انا انزلنا فی لیلۃ القدر بیشک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے۔ یعنی قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی رات میں اترا ہے۔ یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کیلئے کافی تھی کہ قرآن پاک جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی۔ آگے زیادتی شوق کیلئے ارشاد فرماتے ہیں۔ وما ادراک ما لیلۃ القدر آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ لیلۃ القدر (شب قدر) کیسی بڑی چیز ہے؟ لیلۃ القدر خیر من الف شھر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اور اس زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔ تنزل الملئکۃ۔ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔ علامہ رازی لکھتے ہیں کہ ملائکہ نے جب ابتداء میں انسان کو دیکھا تو بارگاہِ الہیٰ میں عرض کیا کہ ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد کرے اور خون بہائے۔ لیکن آج

جب کہ توفیق الٰہی سے رمضان شب قدر میں معرفتِ الٰہی اور طاعتِ ربانی میں مشغول ہے تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کی معذرت کرنے کیلئے اترتے ہیں۔ والروح فیھا۔ اور اس رات میں روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نازل ہوتے ہیں۔ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کیلئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ باذن ربھم من کل امر۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امرِ خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے۔ درّمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ سلام۔ وہ رات سراپا سلام ہے۔ یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلام ہوتا رہتا ہے یا یہ کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے۔ ھی حتیٰ مطلع الفجر۔ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) طلوعِ فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔ اس میں بھی کوئی خاص حکمتِ الٰہی ہے کہ شب قدر متعین طور پر نہیں بتائی گئی۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے یا بعد میں بھی رہتی ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سو رہا تھا مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ اُٹھ آج شب قدر ہے میں جلدی سے اُٹھ کر نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپ نماز میں مشغول تھے اور یہ تیئسویں کی رات تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال رات کو جاگے وہ شب قدر کو پا سکتا ہے یعنی شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے کسی نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کو نقل کیا تو وہ فرمانے لگے کہ ابن مسعودؓ کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایک رات پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ پھر قسم کھا کر یہ بتلایا کہ وہ ستائیس رمضان کو ہوتی ہے اور اسی طرح بہت سے صحابہؓ اور تابعین کی رائے ہے کہ وہ ۲۷ رمضان کی شب میں ہوتی ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے حضور نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں۔ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے۔ صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل، گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ہوتا ہے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے

ساتھ نکلنے سے روک دیا۔ (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)۔ شب قدر کی بارے میں اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات میں زیادہ امید ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے۔ ایک وہ رات ہے جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ سے اترا ہے یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن پاک نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی اور اکثر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے۔ اور دوسری شب قدر وہ ہے جس میں روحانیت کا خاص نزول ہوتا ہے اور ملائکہ بکثرت زمین پر اترتے ہیں اور شیاطین دور رہتے ہیں۔ دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔ بہرحال شب قدر ایک ہو یا دو، ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق اس کی تلاش میں سعی کرنا چاہیئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بتلائی

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

جس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ تو بیشک معاف کرنے والا ہے۔ اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے بھی معاف فرما دے۔ شب قدر کی تلاش کیلئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف نہایت ہی مسنون ہے جو کہ سنت مؤکدہ بھی ہے۔ اعتکاف کی حالت میں اگر آدمی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا شب قدر کے قدر دانوں کیلئے اعتکاف سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر اعتکاف نہ کر سکے تو عشرہ آخر کی طاق راتوں میں خصوصیت سے عبادت کا اہتمام کرے اور اگر خدانخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہرحال غنیمت سمجھے اور اس کو ہاتھ سے نہ جانے دے کہ اگر تائید ایزدی شامل حال ہو جائے اور کسی خوش نصیب کو شب قدر میسر آ جائے تو دنیا کی تمام نعمتوں اور راحتوں سے بڑھ کر ہے۔ بالخصوص عشاء اور فجر کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال کرنا چاہیئے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر میں یہ دو نمازیں ہی جماعت سے پڑھنا نصیب ہو جائیں تو کس قدر باجماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں شوق اور محبت نصیب فرمائے۔ اور یقینِ کامل و بشاشت قلب سے اس مبارک رات میں محض اپنی رضا کیلئے عبادت کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی ہمارا مقصدِ حیات ہے اور اسی میں لگ جانا ہمارے لئے ذریعہ نجات ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

آپ کے عطیات : محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لیئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر : سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دار بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک : اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

۴۳

دیدہ ور

تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے

ہم خوراک کے نام پر زہر کھا رہے ہیں

دودھ، مٹھائیوں، بیکری مصنوعات، گھی اور مشروبات میں مضر صحت ممنوعہ کیمیکلز استعمال ہو رہے ہیں

سلور اور تانبے کے برتنوں میں کھانا پکانے سے کینسر اور دیگر امراض پیدا ہو رہے ہیں

مٹھائیوں میں استعمال ہونے والا سرخ رنگ امریکہ میں غیر قانونی ہے لیکن یہاں استعمال ہو رہا ہے

گوالے دودھ میں پنسلین ڈالتے ہیں، ناقص خوراک سے معذور بچے پیدا ہو رہے ہیں

پی سی ایس آئی آر کے ڈاکٹر اے ایف ایم احتشام الدین اور دیگر ڈاکٹروں کا انکشاف

میو ہسپتال سے سوا چار کروڑ روپے کی ادویات "غائب" ہو گئیں

محکمہ صحت پنجاب میں کروڑوں روپے کا ہیر پھیر سرکاری ادویات کی چوری کے علاوہ غیر ملکی اداروں سے مریضوں کیلئے ملنے والی خوراک بھی فروخت کر دی جاتی ہے

فیصل آباد میں 70 لاکھ روپے کی ادویات کا ہیر پھیر، ساہیوال میں 50 لاکھ کی ادویات کی چوری، ڈی جی خان میں 66 لاکھ کی ادویات ضوابط کیخلاف خریدی گئیں

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عالمی ادارہ خوراک کی طرف سے مریضوں کیلئے ملنے والا 12 لاکھ کلو گرام سویابین آئل بیچ دیا گیا

لیڈی ولنگڈن ہسپتال میں 37 لاکھ روپے کی ادویات کا کوئی حساب نہ مل سکا، آڈیٹر جنرل کی رپورٹ پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے محکمہ صحت کے حکام کو طلب کر لیا

گوالمنڈی چوکی 5 نوجوانوں کو صحن میں ننگا کر کے چھتر مارے گئے

نوجوانوں کو ٹھڈے اور ڈنڈے بھی مارے گئے، ایک نوجوان نے پیشاب کرنے کی اجازت مانگی تو جواب ملا "پہلے پیشاب پینا پڑے گا"

تشدد سے اعظم کلاتھ مارکیٹ کے 23 سالہ تاجر سمیت 2 نوجوانوں کی حالت غیر ہو گئی، ایک کو ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کے سامنے پھینک دیا گیا

نوجوانوں پر جس وقت تشدد کیا گیا میں چوکی میں موجود نہیں تھا، ذمہ دار پولیس اہلکاروں کے خلاف کارروائی ہوگی: چوکی انچارج

اندھیر نگری چوپٹ راج، تعمیر وطن پروگرام میں "ٹک مک" کی پالیسی، کروڑوں کے گھپلے

ہوٹل میں کمرہ بک کرا کے رکھارات کے دو دو بجے تک ٹینڈروں کی بولی کی بجائے پول منی کی بولی لگتی رہی، زیادہ "تعاون" کرنے والوں کو فل ریٹس پر ٹھیکے الاٹ ہوئے

من پسند ٹھیکیداروں کو ورک آرڈر جاری کرنے کیلئے کئی ٹینڈر منسوخ کئے گئے، بعض ٹھیکیداروں نے ورک آرڈر جاری ہونے سے پہلے ہی منصوبے مکمل کر لئے

دوسرے ٹھیکیداروں نے احتجاج کیا تو اینٹی کرپشن والوں نے ریکارڈ قبضے میں لے کر "ٹک مکا" کر لیا، معاملہ کرانے والوں پر بھی "نوازشات" کی بارش ہو گئی

کروڑوں کی ہیرا پھیری کرنے والے شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں، ایک افسر نے کہا ہمارے خلاف کارروائی ہوئی تو بڑے بڑے پردہ نشینوں کے نام آئیں گے

روزنامہ جنگ لاہور 1/2/92، 9/2/92، 17/2/92

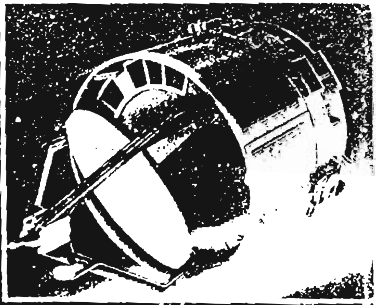

مواصلاتی سیارے کے ذریعے جہنم سے مرزا قادیانی کا تاریخی انٹرویو

انٹرویو: محمد طاہر رزاق

شاں شاں، ٹھن، ٹھن، شرر شرر، فرر فرر، شوں شوں، ذزن ذزن، ٹھاہ ٹھاہ، تڑاخ تڑاخ، ہائے ہائے، ہو ہو، ہرل ہرل، ڈم ڈم، ٹھک ٹھک، چٹرل چٹرل، کرل کرل، دھڑن دھڑن، زوں زوں، فوں فوں، دھبڑ دھبڑ، کھڑک کھڑک کی دلدوز اور روح کو ہلا دینے والی صدائیں جہنم سے بلند ہو رہی ہیں۔ بڑی محنت، مشقت اور جانفشانی کے بعد مصنوعی سیارے کا رابطہ جہنم سے قائم ہو چکا ہے اور عنقریب زندان جہنم کے قیدی نمبر ۴۲۰ مرزا قادیانی سے رابطہ قائم ہو جائے گا------ لیجئے مرزا قادیانی سے رابطہ قائم ہو گیا-------- ہیلو مرزا قادیانی..... ہیلو مرزا قادیانی ---- ہیلو مرزا قادیانی ------

جی مرزا قادیانی بول رہا ہوں۔

س: مجھے آپ سے ایک انتہائی ضروری انٹرویو کرنا ہے۔

ج: گزشتہ پچاس برسوں سے میں نے کان پکڑے ہوئے ہیں اور جہنم کی آگ کے کوڑے میری پشت پر بجلی کی سرعت سے برسائے جا رہے ہیں جس کی تکلیف سے میری پشت کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئی ہیں۔ ابھی چند ہی منٹ ہوئے ہیں کہ میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہوئی ہے اور آپ اصرار کر رہے ہیں انٹرویو کے لیے۔

س: دیکھیے ہم نے آپ کے انٹرویو کے لیے کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں اس لیے آپ ہمیں مایوس نہ کریں۔

ج: اچھا بابا میں انٹرویو کے لیے تیار ہوں۔

س: آپ سے ایک ضروری درخواست کرنا ہے کہ آپ کے منہ سے ساری زندگی جھوٹ کی آبشار گرتی رہی اور شاید ہی آپ نے کبھی سچ بولا ہو لیکن آج ہمارے سوالوں کا جواب سچ سچ دیں۔

ج : یہ سچ ہے کہ میں ساری زندگی جھوٹ ہی بکتا رہا ۔ لیکن اب تو میں اپنے اعمال کی سزا پا کر جہنم کا دائمی مکین ہو چکا ہوں ۔ اب مجھے جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ ۔ آپ یقین رکھیے مجھے شیطان کی قسم جو کہوں گا سچ کہوں گا ۔

س : آج کل آپ کے مزاج ؟

ج : میرا جسم اور لپکتے شعلوں کا راج ۔

س : آپ کا نام ؟

ج : میرا نام مرزا قادیانی ہے ۔ بچپن میں مجھے سندھی اور دسوندی بھی کہتے تھے ۔ ویسے عرف عام میں مجھے " گاماں کانا " کہا جاتا تھا ۔

س : تاریخ پیدائش ؟

ج : میری آٹھ دس تاریخ ہائے پیدائش ہیں ۔ کیونکہ مجھے اپنے مختلف دعووں کے لیے مختلف تاریخ پیدائش درج کرنا پڑتی تھی ۔ لہٰذا میری کھوپڑی کی طرح میری تاریخ پیدائش بھی بڑی ٹیڑھی ہے ۔

س : کچھ والدین کے بارے میں ؟

ج : میری والدہ کا نام چراغ بی بی عرف گھسیٹی اور والد کا نام غلام مرتضیٰ تھا جو بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کی تحصیل بٹالہ کے ایک پسماندہ گاؤں " قادیان " کے رہائشی تھے اور میں ان کا آخری بچہ تھا ۔ اتفاق زمانہ دیکھیے کہ میری ماں کا نام گھسیٹی اور دعویٰ نبوت کے بعد میرے فرشتہ کا نام ٹیچی ! میں اس اتفاق پر بڑا ناز کیا کرتا تھا ۔

س : آباؤ اجداد کا پیشہ ؟

ج : ضمیر فروشی ' ایمان فروشی ' غیرت فروشی ' ملت فروشی اور وطن فروشی ۔ آج تک ہماری موجودہ نسل شیطان کی سرپرستی میں اس بزنس کو خوب سنبھالے ہوئے ہے ۔ میرے دادا غدار اعظم تھے ۔ میرے ابا بہت بڑے جاسوس تھے ۔ میرا بھائی انگریز کا بازوئے شمشیر زن تھا ۔ اور میں انگریزی نبوت کا دیسی نبی ! ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہو ' سکھوں کے ساتھ مسلمانوں کی معرکہ آرائی ہو ' خلافت عثمانیہ کی تباہی ہو ' راج پال کا فتنہ ہو ' کانپور کی مسجد کی خونچکاں داستان ہو یا کہیں بھی حق و باطل کا کوئی معرکہ ہو ہم نے ہر جگہ مسلمانوں سے غداری اور اپنے آقا انگریز سے وفاداری کا ثبوت دیا

س : تعلیم ؟

ج : " پرائمری فیل " کیونکہ میں اکثر سکول سے بھاگ جایا کرتا تھا ۔

س : بچپن کے مشاغل ؟

سرکنڈوں سے چڑیوں کے گلے کاٹنا ' گھر سے کھانے پینے کی چیزیں چوری کرنا ' راکھ کے ساتھ روٹی کھانا '

لوٹنے میں پرچی ڈال کر جادوگری کا فن سیکھنا ' ابا کی پنشن لے کر گھر سے بھاگ جانا وغیرہ۔

س: سنا ہے سکول کے زمانہ میں آپ کی بہت پٹائی ہوتی تھی ؟

ج: جی ہاں! مدرسہ میں مجھے دو دو گھنٹے کان پکڑائے جاتے اور اوپر سے تھپڑوں 'گھونسوں اور ٹھڈوں کی بارش کی جاتی ' لیکن میں بھی ایسا ڈھیٹ تھا کہ پھر بھی سبق یاد نہ کرتا۔ بڑا سخت زمانہ تھا وہ۔ لیکن مدرسہ میں کان پکڑنے کی پریکٹس آج جہنم میں کان پکڑنے میں میرے بہت کام آ رہی ہے

س: جوان ہو کر کونسا ذریعہ معاش اختیار کیا ؟

ج: قادیان میں آوارہ پھرتا تھا۔ والدین کی سرزنش اور جھڑکیوں سے تنگ آ کر گھر سے بھاگ اٹھا اور سیالکوٹ آ کر کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر منشی بھرتی ہو گیا۔ یہیں پر دعویٰ نبوت کے لیے میرا انتخاب ہو گیا اور مجھے نوکری کے بوجھ سے فارغ کر کے قادیان بھیج دیا گیا۔ پھر کیا تھا دولت میرے گھر کی باندی بن گئی اور میں شہزادہ!

س: مرتد ہوتے ہوئے اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیا نہ آئی ؟

ج: جب دماغ پر شیطان کا قبضہ ہو' حرص دنیا کی تلوار نے ضمیر کا گلا کاٹ دیا ہو اور آنکھوں پر دولت کی چربی کی دبیز تہ چڑھی ہو تو کسی سے حیا کیسی!

س: متاثر کن شخصیت؟

ج: مسیلمہ کذاب

س: آئیڈیل ؟

ج: ابلیس

س: پسندیدہ رنگ ؟

ج: " سیاہ " کیونکہ یہی میرے دل کا رنگ ہے۔

س: کھیل کون سا پسند تھا ؟

ج: " آنکھ مچولی " دعویٰ نبوت کے بعد اس کھیل نے مجھے بہت فائدہ پہنچایا۔

س: کس لباس کے سب سے زیادہ شوقین تھے ؟

ج: " غرارہ " جو میں کبھی کبھی گرمیوں میں پہنا کرتا تھا۔

س: ہنسی کب آتی تھی ؟

ج: جب دعویٰ نبوت کرتا تھا اور پھر آئینہ میں اپنی شکل دیکھتا تھا۔

س: شرم کب آتی تھی ؟

ج: میں ساری زندگی شرم کا منتظر رہا لیکن شرم نہ آئی۔

س: زندگی میں ٹوٹ کر کسے چاہا ؟

ج: ملکہ اور صرف ملکہ کو۔

س: حیات مستعار میں دشمنی کس سے رکھی؟

ج: اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں سے۔

س: من پسند کھانا؟

ج: "بھنا ہوا گوشت" لیکن کسی مرید کے گھر کا۔

س: دل پسند مشروب؟

ج: پلومر کی ٹانک وائن

س: پسندیدہ مشغلہ؟

ج: آدھی رات کو بھانو سے ٹانگیں دبوانا۔

س: محبوب جانور؟

ج: "خنزیر" کیونکہ میں نے اس سے بہت کچھ سیکھا اور اس نے مجھ سے بہت کچھ سیکھا

س: چوبیس گھنٹوں میں سب سے زیادہ کونسا وقت پسند تھا؟

ج: جب کسی مرید کا منی آرڈر آتا تھا۔

س: پسندیدہ پھل؟

ج: "سنگھاڑے" کیونکہ یہ میرے منہ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

س: ناپسندیدہ پھل؟

ج: "گنڈیریاں" کیونکہ انہیں کھانے سے میرے بڈھے منہ کے جو زاویے بنتے تھے لوگ انہیں دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جایا کرتے تھے۔

س: پسندیدہ سبزی؟

ج: "کچا پیاز" کیونکہ اسے سونگھنے سے میرے دماغ کی بدبو میں کمی واقع ہوتی تھی۔

س: ناپسندیدہ سبزی؟

ج: "بینگن" کیونکہ انہیں کھانے سے مجھے بواسیر ہو جاتی تھی۔

س: پسندیدہ شہر؟

ج: شہر ملکہ معظمہ "لندن"

س: کانوں کو کونسی آواز بھاتی تھی؟

ج: "الو کی آواز" کیونکہ یہ مجھے اپنی ہی آواز معلوم ہوتی تھی!

س: کونسا پھول طبیعت کو سب سے زیادہ پسند تھا؟

ج: میرا پھول سے کیا ناطہ، نہ مجھ میں خوشبو، نہ لطافت، نہ نفاست، میں تو ساری زندگی بدبو اور

تعفن بکھیرتا رہا ۔ میں نے ساری زندگی کانٹوں سے پیار کیا اور خود بھی ارتداد کا کانٹا تھا اور لوگوں کے دلوں میں چبھ چبھ کر ان کے ایمانوں کا خون کرتا رہا

س: پسندیدہ شاعر؟

ج: امراء القیس

س: وہ شعر جو سب سے زیادہ پسند ہو ؟

ج: میں خود بھی ایک بہت بڑا شعر کش شاعر تھا ۔ مجھے اپنا ہی شعر سب سے زیادہ پسند ہے کیونکہ اس میں میری ساری شخصیت کا تعارف سمویا ہوا ہے ۔ میرا یہ شعر میرے مجموعہ کلام " درثمین " کے صفحہ ۱۱۶ پر موجود ہے ۔ ۔

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

س: پسندیدہ سواری ؟

ج: میں نے سواری کیا کرنی تھی ۔ ساری زندگی شیطان ہی مجھ پر سوار رہا

س: پسندیدہ گلوکار ؟

ج: میں خود بہت بڑا گلوکار تھا اور اکثر اداس شاموں کو قادیان کے باہر " چھپڑ " کے کنارے اپنی سریلی آواز میں اپنا ہی کلام گایا کرتا تھا اور آواز کی نغمگی سے بے ہوش جایا کرتا تھا اگر آپ فرمائش کریں تو میں ابھی آپ کو اپنا کلام اپنی مترنم آواز میں سناتا ہوں جو میری کتاب " آریہ دھرم" کے صفحہ ۷۶ ' ۷۷ پر درج ہے ۔ ۔

چُپکے چُپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی ہے زنا لیکن
پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

س: آپ سیالکوٹ کی کچہری کی ملازمت کے زمانہ میں رات کو انگریزی زبان کی ٹیوشن بھی پڑھا کرتے

تھے ' کیوں ؟

ج : کیونکہ انگریزی نبی بننے کے لیے تھوڑی بہت انگریزی زبان جاننا ضروری تھا ۔

س : اپنی کس چیز پر سب سے زیادہ ناز تھا ؟

ج : آنکھوں پر (شرماتے ہوئے) ۔

س : کونسے رنگ کی روشنی سب سے زیادہ پسند تھی ؟

ج : میرا روشنیوں سے کیا تعلق ' میں تو اندھیروں کا عاشق تھا اور وہ بھی گھٹا ٹوپ ۔

س : آپ کا قد ؟

ج : دنیا میں تو تقریباً ساڑھے پانچ فٹ تھا لیکن یہاں پر قد ایک سا نہیں رہتا ۔ جب پشت ' کمر اور ٹانگوں پر زیادہ مار پڑتی ہے تو قد لمبا ہو جاتا ہے اور اگر یہی مار سر پر پڑنی شروع ہو جائے تو قد چھوٹا ہو جاتا ہے ۔

س : فن گلوکاری میں آپ کا استاد کون تھا ؟

ج : " کوّا " میں نے گائیکی اور موسیقی کے سارے فنون " کوّے " سے ہی سیکھے ہیں ۔ کوّا برادری سے الفت و محبت کا یہی وہ رشتہ ہے جس کی وجہ سے آج بھی کوے میری قبر پر اکثر کائیں کائیں کرتے رہتے ہیں

س : ۔ آپ کے مرید مفتی صادق نے اپنی کتاب " ذکر حبیب " کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ تھیٹر بھی دیکھنے گئے تھے

ج : ہم تھیٹر دیکھنے چلے گئے تو کیا ہوا ' بھئی ہم کون سے سچے نبی تھے ۔

س : آپ کا پسندیدہ ایکٹر ؟

ج : یہ سوال تو ایسے ہی ہے جیسے عقاب سے پوچھا جائے کہ سب سے تیز پرواز کس کی ۔ جناب ! مجھ سے بڑا ایکٹر ماں نے کہاں جنم دیا ہو گا ۔ اگر میں کریکٹر ایکٹر نہ ہوتا تو انگریز میرا انتخاب کیوں کرتے ۔ میں نے سینکڑوں دعوے کیے ، سینکڑوں بہروپ اختیار کیے ہزاروں رول ادا کیے اور ہزاروں لوگوں کو پیچھے لگایا اور میرا فن ایکٹری دیکھیے کہ آج بھی لاکھوں میری ایکٹنگ اور بہروپ کے اسیر ہیں ۔ کیا اب بھی میں اس قابل نہیں کہ اپنے سینے پر ایکٹر اعظم کا تمغہ سجا سکوں ۔ میرا پوتا مرزا طاہر تو اس فن میں اس عروج پر ہے کہ ہالی وڈ کے اداکار بھی اپنا استاد تسلیم کرتے ہیں ۔

س : آپ کا بہترین دوست ؟

ج : " حکیم نورالدین ہیمت بڑا مرتد تھا ۔ آج کل جہنم میں میرے ساتھ ہی ہوتا ہے اور خوب خوب جوتے کھاتا ہے' بڑا شوق تھا اسے صحابی بننے کا ۔

س: آپ کی پسندیدہ زبان ؟

ج: اپنے آقا کی زبان " انگریزی " لیکن کم بخت ساری زندگی مجھے بولنی اور لکھنی نہ آئی ۔ ویسے بائی دی وے آپ نے میرے انگریزی الہامات پڑھے تو ہوں گے ۔ کیسی درگت بنائی ہے میں نے انگریزی کی ۔

س: پسندیدہ کھلاڑی ؟

ج: " لڑاکا بٹیر " کیونکہ مجھے بٹیربازی کا بڑا شوق تھا۔

س: آپ کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب " سیرت المہدی " میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک کتا پال رکھا تھا جس کا نام " شیرو " تھا اور وہ گھر کے دروازے کے ساتھ بندھا رہتا تھا ۔ بڑا فضول شوق تھا آپ کا ؟

ج: جناب ہم نے گھر میں کتا پال لیا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ۔ انگریز نے بھی تو ہمیں پالا تھا اور ہمارے گلے میں اسی کا پٹہ تھا ۔

س: پسندیدہ خوشبو ؟

ج: بھئی کمال کرتے ہیں آپ بھی ۔ ٹٹی خانہ میں مرنے والے کا خوشبو سے کیا تعلق !

س: پسندیدہ برتن ؟

ج: " ذاتی لوٹا " کیونکہ وہ بھی میری طرح بے پیندہ تھا۔

س: تینوں میں سے سب سے زیادہ کسے چاہا ؟ زن ' زر ' زمین ۔

ج: تینوں کو پھدک پھدک کر چاہا ۔ اچھل اچھل کر چاہا ۔ تڑپ تڑپ کر چاہا ۔ کروٹ کروٹ چاہا حتیٰ کہ تینوں کے حصول کے لیے مرتد ہو گیا ۔

س: زندگی کے حسین لمحات ؟

ج: جب ستر سال کی عمر اور ستر بیماریوں کی موجودگی میں نوخیز دلہن نصرت جہاں بیگم کو بیاہ کر لایا۔

س: زندگی میں پھوٹ پھوٹ کر کب روئے ؟

ج: جب ایک نوجوان مرزا سلطان میری آسمانی منکوحہ محمدی بیگم کو میری آنکھوں کے سامنے پالکی میں بٹھا کر لے گیا۔

س: تکیہ کلام ؟

ج: لعنت ' لعنت ' لعنت ' لعنت ' لعنت ' لعنت ' ....

س: وہ شخصیت جو شدت سے یاد آتی ہو ؟

ج: میرا فرشتہ " ٹیچی ٹیچی " جب سے مرا ہوں کبھی ملاقات کے لیے نہیں آیا ۔ پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے کم بخت !

س : آپ کو دربار انگریز سے اچھی خاصی ماہانہ رقم آ جاتی تھی لیکن سنا ہے اس کے علاوہ آپ سائیڈ بزنس بھی کرتے تھے ۔ کیا تھا وہ سائیڈ بزنس ؟

ج : جھوٹی مقدمہ بازی ! مجھے جھوٹے مقدمے لڑنے میں بڑی مہارت حاصل تھی ۔ تھا جو کچہری کا کیڑا ' ویسے بھی حکومت اپنے آقا کی تھی اور عدالت بھی اپنے آقا کی 'پھر فیصلے بھی میرے حق میں ہوتے تھے۔ سمجھ گئے ناں آپ !

س : صبح اٹھتے ہی پہلا کام کونسا کرتے تھے ؟

ج : پیشاب کرتا تھا

س : رات کو سوتے وقت آخری کام کون سا کرتے تھے؟

ج : پیشاب کی دھار مارتا تھا (غصہ سے)

س : آپ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ آپ کو دن میں سو دفعہ پیشاب آتا تھا ۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

ج : جی ہاں ! مجھے دن میں گن کر سو دفعہ پیشاب آتا تھا اور میرا آدھا دن اسی کھیل میں صرف ہو جاتا تھا ۔

س : آج کل جہنم میں پیشاب آنے کا کیا سکور ہے ؟

ج : جہنم کی تپش سے اول تو پیشاب بنتا ہی نہیں ۔ کسی وقت جو تھوڑا سا بنتا ہے وہ بخارات بن کر میرے دماغ کو چڑھ جاتا ہے ۔

س : سنا ہے آپ ریشمی ازار بند استعمال کرتے تھے ؟ اور گھر کی ساری چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھ لیتے تھے اور جب چلتے تھے تو چھن چھن کی آواز آتی تھی اور یہی آواز آپ کی آمد کی اطلاع ہوتی تھی ۔ کیا وجہ تھی اس کی ؟

ج : پیشاب کے تابڑ توڑ حملوں کی وجہ سے مجھے بار بار لیٹرین میں بھاگنا پڑتا تھا اور اگر سوتی ازار بند استعمال کرتا تھا تو گرم گرم' تازہ تازہ پیشاب میرے کپڑوں میں نکل جاتا تھا اس لیے گرہ جلدی کھولنے کے لیے ریشمی ازار بند استعمال کرتا تھا باقی رہی چابیوں کی بات تو عرض یہ ہے چونکہ میں خود چور تھا اس لیے مجھے گھر میں سب چور نظر آتے تھے لہٰذا میں گھر کے تمام صندوقوں اور الماریوں کو تالے لگا کر چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھ لیتا تھا اور چھن چھن تو میرا دل پسند میوزک تھا ۔

س : زندگی میں سب سے زیادہ غصہ کب آیا ؟

ج : جب پادری آتھم سے میری مقابلہ بازی شروع ہوئی اور چپقلش اپنے عروج پر پہنچ گئی تو ایک دن میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ـــــ اور یہ ہانک دی کہ آتھم فلاں تاریخ تک مرجائے گا

پورے ہندوستان میں اس بات کی شہرت پھیل گئی اور لوگ اس تاریخ کا انتظار کرنے لگے ۔ میں منہ

سے بکواس تو کر چکا تھا لیکن اب پچھتا رہا تھا۔ اپنے آقا شیطان کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رویا کہ پادری آتھم کو مار دو ورنہ میں ذلیل و رسوا ہو جاؤں گا۔ سارے مرید بھاگ جائیں گے' دوکانداری بند ہو جائے گی اور میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔ میں اور میرے اہل خانہ نے رو رو کر دعائیں کیں جنتر منتر کیے لیکن بے سود! آخر میری مقرر کردہ موت کی تاریخ آ پہنچی لیکن پادری آتھم زندہ رہا۔ پھر کیا تھا! عیسائیوں نے آتھم کو کندھوں پر اٹھایا' گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے' سڑکوں پر جلوس نکالا' خوشی سے بھنگڑے ڈالے' ڈھول بجائے' میرے خلاف نعرے بازی کی' لعن طعن کی' میرے نبی ہونے کا مذاق اڑایا 'میری انگریزی نبوت کا منہ چڑایا' عیسائی مجھے چت کر کے ناچ رہے تھے اور میں مفرور مجرم کی طرح اپنے مکان میں دبکا بیٹھا تھا۔ مجھے اس دن اپنی زبان اور اپنی بکواس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ میں نے عالم تنہائی میں اپنے منہ پر دونوں طرف خود ہی زناٹے دار تھپڑ رسید کیے۔ پھٹے ہوئے منہ سے جھوٹی زبان نکال کر اس پر خاک ڈالی اور غصہ کی کیفیت یہ تھی کہ شاید میں اپنی ناک ہی کاٹ ڈالتا تاکہ ساری زندگی کسی کو شکل نہ دکھاتا۔

س: جسم پر کوئی شناختی نشان؟

ج: میرے سینے پر بائیں طرف دل کے عین اوپر بٹیر کے انڈے کے برابر سیاہ نشان تھا

س: کوئی خواہش جس کی دل میں شدید تڑپ ہو؟

ج: کاش مجھے موت آ جائے لیکن اب ایسا نہیں ہو سکتا۔

س: دنیا میں تو نوکر چاکر ہر وقت خدمت کے لیے حاضر رہتے تھے اور رات کو آپ کی پسندیدہ ملازمہ بھانو ٹانگیں دباتی تھی۔ یہاں کون ٹانگیں دباتا ہے؟

ج: یہاں ٹانگیں دبانے والا تو کوئی نہیں البتہ ٹانگیں توڑنے والے بہت ہیں۔

س: آپ نے بڑھاپے سیاپے میں جب نو خیز دوشیزہ نصرت جہاں سے شادی رچائی تو اسے ایک سو تولہ سے زائد زیور کہاں سے پہنایا؟ حالانکہ دوران ملازمت آپ کی آمدنی صرف پندرہ روپے ماہوار تھی اور بعد میں تو بالکل نکمے ہی رہے۔

ج: میں انگریز کا لاڈلا بیٹا تھا اور نصرت جہاں انگریز کی لاڈلی بہو۔ اپنی چہیتی بہو کو اتنا زیور میرے والدین نے ہی پہنایا تھا ورنہ میں تو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پہنا سکتا تھا۔

س: جسم کے کس حصہ پر سب سے زیادہ عذاب نازل ہو رہا ہے؟

ج: میری آوارہ اور لچر زبان پر' کیونکہ یہ اسلام کے خلاف بکواس کرنے میں قینچی کی طرح چلتی تھی آج کل جہنم کی آگ سے بنی ہوئی قینچی سے اس کے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اور یہ عمل مسلسل جاری ہے

س: آپ کی شخصیت ہر پہلو اور ہر جہت سے ایک خطرناک' ہولناک' زہرناک' ضرر رساں' شرر

رساں ' ایمان سوز اور انسانیت سوز شخصیت ہے ۔ کیا آپ کی شخصیت کا کوئی فائدہ بھی ہے ؟

ج : میری شخصیت کے بہت سے فوائد بھی ہیں لیکن لوگوں کی کم علمی کہ وہ ان فوائد سے آشنا نہیں ۔ چند فوائد پیش خدمت کرتا ہوں :

۱۔ جس مکان میں میری تصویر لگی ہو وہاں چڑیلیں اور بھوت نہیں آتے کیونکہ میری شکل دیکھتے ہی انہیں ٹھنڈے پسینے آنے لگتے ہیں اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے ہیں ۔ بڑی خوفناک اور وحشتناک شکل ہے میری ! اس قدر نحوست برس رہی ہوتی ہے اس مکان پر کہ مکھی ' مچھر' کھٹمل اور چھپکلی وغیرہ بھول کر بھی اس مکان کا رخ نہیں کرتے ۔

۲۔ جو شخص شیطان کی قربت چاہتا ہو اور اس مقصد کے لیے بہت سی ریاضتیں اور چلہ کشیاں کر چکا ہو لیکن ابھی تک وہ شیطان سے دوستی کا بندھن باندھنے میں ناکام رہا ہو اسے چاہیے کہ صبح سویرے نہار منہ روزانہ لیٹرین میں دس منٹ کان پکڑ کر (مرغا بن کر) شیطان کو تصور میں لا کر میرے نام کا ورد کرے پھر میرے نام کی تاثیر دیکھے اور مہینوں میں ہونے والا کام دو چار دنوں میں مکمل ' دوستی بھی ایسی نصیب ہو گی کہ شیطان چوبیس گھنٹے اس کے رگ و ریشے میں گھسا ہو گا اور دونوں کے یارانے پر چھوٹے چھوٹے شیاطین رشک کریں گے ۔

۳۔ اگر کوئی شخص بیماری ' مقدمات ' قرض یا کسی بھی مصیبت میں مبتلا ہو وہ خلوص دل کے ساتھ مجھ پر لعنت کرے ' تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ اسے مشکلات سے یوں نکال لیں گے جیسے مکھن سے بال ' کیونکہ مجھ پر لعنت کرنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے ۔

۴۔ میں اینٹیں بنانے والے بھٹوں کے مالکان کو ایک انتہائی مفید مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے بھٹے صحیح طور پر آگ نہ پکڑیں اور اینٹیں کچی نکلیں اور انہیں لاکھوں روپے کا نقصان ہو تو وہ کہیں سے میری قبر کی مٹی حاصل کریں اور بھٹے کو آگ دینے سے پہلے میری قبر کی مٹی کی چند چٹکیاں بھٹے میں پھینک دیں پھر دیکھیں کیسی زبردست آگ لگتی ہے اور کیسی عمدہ اینٹیں پک کر باہر نکلتی ہیں کیونکہ میری قبر کی مٹی کو آگ اس طرح پکڑتی ہے جس طرح بھوکی بلی چوہے کو پکڑتی ہے ۔ اگر کسی وجہ سے مٹی دستیاب نہ ہو تو یہی کام میری تصویر سے لیا جا سکتا ہے ۔

۵۔ گھر میں اگر گائے ' بھینس یا بکری وغیرہ دودھ نہ دیتی ہوں تو چپکے سے ان کے کان میں کہہ دیں کہ اگر تم نے دودھ نہ دیا تو تمہارے گلے میں مرزا قادیانی کی تصویر ڈالی جائے گی ۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ تھرا اٹھیں گی اور فوراً دودھ دینے لگیں گی ۔

س : سنا ہے آپ جوتے کا دایاں پاؤں بائیں میں اور بایاں پاؤں دائیں میں ڈال لیا کرتے تھے ۔ قمیض کا نیچے والا بٹن اوپر والے کاج میں اور اوپر والا بٹن نیچے والے کاج میں بند کیا کرتے تھے ' جب سر کو تیل لگاتے تھے تو ہاتھوں پر جو تیل لگا رہ جاتا تھا وہ تیل بھرے ہاتھ واسکٹ پر یا قمیض پر مل لیتے تھے ۔

ان احمقانہ حرکات کی کیا وجہ تھی ؟

ج : دراصل مجھے ایام لڑکپن سے افیون کھانے کی عادت تھی اور یہ سارے کمالات افیون ہی کے تھے۔

س : آپ شرافت کے اس زمانے میں افیون کھاتے تھے اور شراب پیتے تھے۔ اگر اس دور میں ہوتے تو کیا ہیروئن نہ پیتے بلکہ بیچتے ؟

ج : دیکھیے زیادہ فری ہونے کی کوشش نہ کریں ورنہ میں انٹرویو بند کر دوں گا۔

س : زندگی میں اگر ایک دن کی بادشاہت مل جاتی تو ؟

ج : سارے مسلمانوں کو مرتد قرار دے کر قتل کروا دیتا۔

س : آپ کی جماعت کو سب سے زیادہ نقصان کس نے پہنچایا ؟

ج : پیر مہر علی شاہ گولڑوی ' سید انور شاہ کشمیری ' محمد حسین بٹالوی ' ثنا اللہ امرتسری ' پیر جماعت علی شاہ ' محمد علی مونگیری وغیرہ نے پوری قوت سے میری مذمت و مرمت کی۔ تحریر و تقریر کے میدان میں مجھے زچ کیا۔ پورے عالم اسلام کو میری شرانگیزیوں سے آگاہ کیا اور میرے فتنہ ارتداد کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے اور لاکھوں لوگوں کو دریائے ارتداد کے کالے پانی میں بہہ جانے سے بچا لیا۔ لیکن وہ شخص جو ایک طوفان بن کر اٹھا اور جس نے میری جماعت کی کمر توڑ دی اور گردن مروڑ دی۔ اس مرد آہن کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھا۔ وہ بڑا بہادر ' دلیر اور دلاور تھا۔ آتش بیاں مقرر تھا' ساری ساری رات اپنی خطابت کا رنگ جماتا اور لوگ فجر کی نماز تک اسے جھوم جھوم کر سنتے۔ اپنے نبی ؐ کی محبت میں فنا تھا۔ میرے آقا انگریز اور میرے فتنہ کے لیے دو دھاری خنجر تھا۔ لاکھوں کے مجمع میں میری نبوت کا مذاق اڑاتا۔ میرے دجل و فریب کے پردے چاک کرتا اور لوگوں کو میرے برپا کردہ فتنہ ارتداد کے خلاف جہاد کے لیے گرماتا۔ میرا تعاقب کرتے کرتے ہزاروں بپھرے ہوئے مسلمانوں کو لے کر میرے شہر قادیان میں آ پہنچا۔ تاریخی جلسہ ہوا اور ایسی غضب کی تقریر کی کہ میرا دل قبر میں کانپ کانپ گیا اور ہڈیاں چیخ چیخ گئیں۔ بعد میں اس مرد مسلماں نے پاکستان میں میری جماعت کی ارتدادی سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تحریک تحفظ ختم نبوت چلائی اس کی شاخوں کو پوری دنیا میں پھیلایا۔ آج یہی تحریک پورے عالم میں مرزائیت کو ذلت کی خاک چٹوا رہی ہے اور آج کے دور میں فرزند امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری اور اُن کے رفقاء احرار سے میں بڑا تنگ ہوں۔

س : مرتے وقت زبان پر کیا الفاظ تھے ؟

ج : دھڑا دھڑ گالیاں بک رہا تھا۔

س : جب فرشتہ اجل کو سامنے پایا تو کیا کیفیت تھی ؟

ج : سپرنگ کی طرح لرز رہا تھا۔ جسم برف کے مانند ٹھنڈا ہو گیا اور مارے خوف کے کپڑوں میں

پیشاب نکل گیا۔

س: جب جسم سے روح نکالی جا رہی تھی اس وقت کیا حالت تھی ؟

ج: وہی جو ٹرک کے پہیے تلے کچلے ہوئے مینڈک کی ہوتی ہے۔ ویسے روح نکالتے ہوئے بڑا غضبناک تھا فرشتہ اجل !

س: جب موت کا فرشتہ اتنا غضبناک ہو کر آپ کو اس بری طرح ادھیڑ اور بکھیر رہا تھا تو اس وقت آپ کے فرشتے ٹیچی ٹیچی، موہن لعل، درشنی، رانی وغیرہ آپ کی مدد کے لیے کیوں نہ آئے ؟

ج: بھئی نقلی چیز اصلی چیز کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔ جہاں جھوٹے نبی کا اتنی بری طرح رگڑا لیا جا رہا تھا وہاں شیطانی فرشتوں کی کیسی "چھترول" ہوتی! اندازہ تو کریں آپ!

س: کیا یہ صحیح ہے کہ آپ ٹٹی خانہ میں مرے ؟

ج: بڑا مشکل سوال کیا ہے آپ نے، جہنم میں مجھ سے لاکھوں جہنمیوں نے بھی یہ سوال پوچھا لیکن میں جھوٹ بول گیا یا ٹرخا گیا لیکن آپ سے سچ بولنے کا وعدہ کر رکھا ہے اس لیے آپ کو صاف صاف بتائے دیتا ہوں کہ یہ صحیح ہے کہ میں ٹٹی خانے میں مرا تھا۔

س: آپ کی نرالی شخصیت کی نرالی موت ایک نرالے مقام پر ہوئی۔ تاریخ انسانیت کی اس نایاب موت کا واقعہ ذرا تفصیل سے بتایئے ؟

ج: میں لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر اپنے ایک بیوقوف مرید کے ہاں مقیم تھا اور اس کے گھر اور جیب کا صفایا کر رہا تھا۔ رات کو اس کے بہترین اور پر تکلف کھانے پر خوب ہاتھ صاف کیا اور پیٹ کا جہنم بھرا لیکن بد ہضمی ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد مجھے ایک لمبا چوڑا دست آیا اور اس کے ساتھ دستوں کی یلغار شروع ہو گئی۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات.... دست کیا تھے، زندگی اور موت کی دست بدست لڑائی تھی، رفع حاجت کے لیے دو تین دفعہ تو اٹھ کر لیٹرین گیا۔ لیکن دستوں کی بوچھاڑ کی وجہ سے میں لیٹرین جانے سے دست کش ہو گیا، کمزوری اور نقاہت اس حد تک بڑھی کہ میری چار پائی کے پاس ہی اینٹیں رکھ کر لیٹرین بنا دی گئی۔ دستوں کی وجہ سے کمرے کا سارا فرش غلاظت سے بھر گیا۔ پھر مجھے مرض الموت کا آخری دست آیا اور میں چکر کھا کر اسی لیٹرین کے اوپر اوندھے منہ گرا میرا منہ ہاتھ پاؤں اور کپڑے غلاظت سے بھر گئے اور اسی حالت میں جہنم روانہ ہو گیا۔

س: سنا ہے موت کے بعد آپ کے منہ سے پاخانہ بہہ رہا تھا۔ اور بار بار صاف کرنے کے باوجود اس کی روانی میں کوئی فرق نہیں آ رہا تھا ؟

ج: آپ نے درست سنا، موت کے بعد میرے منہ سے پاخانہ رواں تھا اور اسی غلاظت سے میرا کفن بھی تر ہو رہا تھا۔ مقعد سے بھی غلاظت کا سلسلہ جاری تھا اور اس قدر بد بو آ رہی تھی کہ مجھ جیسے متعفن شخص کا بھی دماغ پھٹا جا رہا تھا لیکن عقل کے اندھے اور الٹی کھوپڑی کے میرے مرید دیوانہ دار

میرا منہ چوم رہے تھے ۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اٹھ کر ان پاگلوں کے چہروں پر زناٹے دار تھپڑ رسید کروں اور ان کے دماغوں پر جوتے مار کر کہوں کہ بیوقوفو! رب ذوالجلال نے مجھے ٹٹی خانہ میں مار کر اور میرے منہ سے غلاظت بہا کر تمہیں میرے بھیانک انجام سے آگاہ کر دیا ۔ یہ تم پر قدرت کی طرف سے ایک احسان عظیم ہے کہ اس نے تمہاری آنکھیں کھولنے کے لیے میری عبرت ناک موت کا منظر تمہیں دکھایا ۔ تاکہ تم حق و باطل میں تمیز کر سکو لیکن جہالت کی پٹی آنکھوں پر باندھے ہوئے میرے مرید مجھے پھر بھی نبی نبی کہہ رہے تھے لعنت ایسے دماغوں پر ' تف ایسی سوچوں پر!

س: جنازے کا جلوس کیسے روانہ ہوا

ج: میں لاہور آیا تو تھا ایک مرید کے گھر پہ ہاتھ صاف کرنے کے لیے ' لیکن کیا خبر تھی کہ اسی منحوس مرید کے گھر میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا ۔ میری جماعت نے مجھے لاہور میں دفن کرنے کی بجائے قادیان لے جا کر دفن کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر اس " سونے کی چڑیا " کو لاہور میں دفن کیا گیا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اسے پیوند خاک کر کے آئیں اور رات کو کوئی منچلا قبر اکھاڑ کر اور بدبو دار لاشہ نکال کر چوک بھاٹی گیٹ کے باہر گلے میں رسی ڈال کر لٹکا دے اور پورے ہندوستان سے عوام کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ میرے عبرت ناک انجام کو دیکھنے آئیں اور مستقبل میں جھوٹی نبوت کا سارا کاروبار تباہ و برباد ہو جائے ۔ لہذا قادیان پہنچانے کے لیے میرا جنازہ تیار ہوا ۔ پولیس کے حصار میں میرے جنازے نے آہستہ آہستہ سرکنا شروع کیا ۔ ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ ایک مکان کی چھت سے کسی نے غلاظت سے بھرا ہو ٹوکرا میرے اوپر پھینک دیا ۔ پھر کوڑے کرکٹ سے بھری ہوئی ایک کڑاہی " ٹھاہ " کر کے آئی ۔ اس کے ساتھ ہی مختلف مکانوں سے کوڑے کرکٹ کی برسات لگ گئی ۔ برانڈرتھ روڈ سے لاہور ریلوے سٹیشن تک ایسی تاریخی کوڑا باشی ہوئی کہ ہندو آتش بازی بھول گئے ۔ میری حفاظت کے لیے آئے ہوئے انگریزی سپاہی غلاظت میں لت پت ہو گئے اور ان کا انگریزی نبی تو غلاظت میں ڈوب ہی گیا ۔ بڑے عاشق رسول ہیں یہ لاہوریئے ' بڑے فدائے ختم نبوت ہیں یہ لاہوریئے! جھوٹے نبی کے ساتھ یہ رسوا کن اور تاریخی سلوک کر کے اپنے سچے نبی ؐ سے محبت کا حق ادا کر دیا اور عشق و وفا کا ایک روشن باب رقم کر دیا ۔ مجھے ٹرین میں بک کروا کر قادیان لے جایا گیا جہاں میرا نام نہاد جنازہ ہوا ' جس میں چودہ آدمیوں نے شرکت کی ۔ پھر قادیان کے خمیر کو قادیان کی مٹی میں گاڑ دیا گیا ۔

س: قبر میں فرشتوں سے کیا گفتگو ہوئی ؟

ج: مجھے قبر میں لٹا کر اوپر سے مٹی ڈال دی گئی ۔ قبر میں گھپ اندھیرا ہو گیا ۔ اندھیرے کی وحشت سے دل کانپ رہا تھا ۔ اور اپنی ہی بدبو سے دم گھٹ رہا تھا کہ مجھے روشنی اور فرشتے آتے دکھائی دیے ان کی آنکھوں سے تیز شعاعیں نکل رہی تھیں ۔ اور ہاتھوں میں بڑے بڑے گرز تھے ۔ میرے منہ

سے پاخانے کی غلاظت بہتے ہوئے دیکھ کر فرشتے کچھ چونک گئے شاید انہوں نے پہلی مرتبہ اس قسم کا مردہ دیکھا تھا ۔ پھر آگے بڑھ کر انہوں نے میرا بغور جائزہ لیا ۔ پھر ایک فرشتے نے سوال کیا تیرا رب کون ہے ؟ میں نے جواب دیا میں خود رب ہوں (آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے خدائی کا دعویٰ بھی کیا تھا) ادھر میں نے یہ جواب دیا ادھر ایک زوردار گرز میری کھوپڑی پہ پڑا ۔ پھر گرزوں کی بارش شروع ہو گئی ۔ چند منٹ میں بجلی کی سرعت سے مجھ پر لاکھوں گرز برس گئے ۔ اور میرا وجود دھنی ہوئی روئی کی طرح بکھر کے رہ گیا ۔

س : وادی جہنم میں کیسے پہنچے ؟

ج : جب میں وادی جہنم کی طرف عازم سفر ہوا تو جہنم کے کچھ فاصلے پر مجھے روک کر میرے گلے میں لاکھوں ٹن وزنی لعنتوں کا طوق ڈالا گیا اور سر پر لوہے کی بھاری ٹوپی رکھی گئی جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا " مرتد اعظم " جب میں جہنم کے مین گیٹ کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم میرے استقبال کے لیے کھڑا ہے ۔ سب سے پہلے میرے اباجان " مسیلمہ کذاب " آگے بڑھے اور انہوں نے مجھے سینے سے لگایا ' منہ چوما ' سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا بیٹا ! کمال کر آئے ہو تم نے تو ہمارے بھی کان کتر دیے ۔ پھر میں نے دیکھا کہ دھنسی آنکھوں ' پچکے گالوں ' موٹے موٹے سیاہ ہونٹوں ' بالوں کے بغیر سر ' جہنم کی آگ میں جھلسی ہوئی جلد ' ہاتھی جیسے کانوں ' لومڑی جیسی ٹانگوں اور گیدڑ جیسی ناک والا ایک شخص مجھے بڑے جذبہ اشتیاق کے ساتھ دیکھ رہا تھا ۔ میں نے اباجان سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے ؟ اباجان حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ بیٹا تم نے انہیں پہچانا ہی نہیں ' یہ تمہارے دادا جان " اسود عنسی " ہیں ' جنہوں نے سب سے پہلے امت مسلمہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا ۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے جھوٹی نبوت کا پھاٹک کھولا تھا ۔ بیٹا ! تم جو کچھ بھی ہو انہیں کے طفیل ہو ۔ ویسے پہلے یہ ٹھیک ٹھاک ہوتے تھے ۔ آج کل جہنم کے " خاص جوتے " کھا کھا کر یہ حالت ہو گئی ہے ان کی ۔

پھر میں آگے بڑھا اور دادا جان کی قدم بوسی کرنا چاہی لیکن دادا جان نے کمال پھرتی سے میرے قدم چوم لیے اور پھر کہنے لگے کہ بیٹا ! تم عمر میں تو مجھ سے چھوٹے ہو لیکن شیطانی رتبے میں بڑے ہو ۔ یقین کرنا تم میرے سمیت سارے جھوٹے نبیوں کے امام ہو ۔ شیطانی پرواز میں جن بلندیوں پر تم پہنچے ہو ' ہم سب مل کر تصور میں بھی وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے ۔ پھر فرعون ' نمرود ' شداد ' ہامان ' ابوجہل ' ابولہب ' ولید بن مغیرہ ' ابن سبا ' شمر وغیرہ سے میرا تعارف کرایا گیا ۔ سب بڑے مؤدب اور آنکھیں جھکا کر ملے ۔ پھر اباجان نے مجھ سے کہا کہ جلدی کرو بیٹا اندرون جہنم کروڑوں جہنمی بڑی شدت سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں ۔ وہاں تمہیں ایک جلسہ عام سے خطاب کرنا ہے ' اور اس کے بعد " ہاویہ " میں تمہیں ایک تاریخی پریس کانفرنس بھی کرنا ہے ۔ پھر مجھے جہنم کے کنارے کھڑا کیا گیا ۔

ایک فرشتہ دور سے بھاگتا ہوا آیا اور اس نے مجھے فٹ بال سمجھ کر پوری قوت سے میری " پشت " پر ککک لگائی ۔ اور میں ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا جہنم کے کنویں میں جا گرا ۔ چنگھاڑتی ہوئی آگ میری طرف یوں لپکی جیسے بھوکا شیر تازہ گوشت کی طرف لپکتا ہے ۔ آگ کے شعلوں نے مجھے اپنی حراست میں جکڑ لیا اور چند سیکنڈ میں روسٹ کر کے رکھ دیا ۔

س : جہنم میں جوتے کھانے کا کتنا کوٹہ آپ کے لیے مقرر ہے ؟

ج : میں اکثر اپنے جسم پر برسنے والے جوتوں کو بڑی برق رفتاری سے گنتا رہتا ہوں ۔ گنتے گنتے گنتی ختم ہو جاتی ہے ۔ لیکن کم بخت جوتے ختم نہیں ہوتے ۔

س : دنیا میں تو آپ مرغ ' قورمہ ' زردہ' پلاؤ ' بادام ' یا قوتیاں اور پرندوں کا گوشت بڑے شوق سے کھاتے تھے ۔ اور اوپر سے بلیو مرکی شراب پیتے تھے ۔ یہاں کھانے پینے کا کیا انتظام ہے ؟

ج : ہائے کیا سہانا زمانہ یاد کرا دیا آپ نے کہ دوزخ کی آگ میں جلتی ہوئی زبان پر بھی پانی آ گیا ۔ یہاں کھانے کے لیے ایک کانٹوں سے بھرا ہوا پھل ملتا ہے جو حلق میں جا کر اٹک جاتا ہے ۔ جب درد سے بلبلانے لگتا ہوں تو پیپ یا کھولتا ہوا پانی نوش کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے ۔

س : دنیا میں تو آپ بیش قیمت لباس پہنا کرتے تھے ۔ مریدین عمدہ عمدہ کوٹ اور واسکٹیں سلوا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے ۔ آج کل جہنم میں کون سا لباس زیب تن کرتے ہیں ؟

ج : یہاں پر میں ننگا ہی ہوتا ہوں ۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب ایک کھال جل جاتی ہے تو دوسری مل جاتی ہے

س : آپ ہمیشہ بیمار رہتے تھے ۔ سینکڑوں بیماریوں نے ساری زندگی آپ کو جکڑے رکھا ۔ آج کل صحت کیسی ہے ؟

ج : دنیا میں تو میں دائمی مریض تھا ۔ لیکن پہلی مرتبہ جب مجھے جہنم میں پھینکا گیا تو آتش جہنم کی زبردست تپش سے ساری بیماریوں کے جراثیم جل کر مر گئے اور میں تندرست ہو گیا ۔ ویسے بھی جہنم میں جوتے کھانے کے لیے " میڈیکلی فٹ " ہونا ضروری ہے

س : شنید ہے کہ آپ کی آنکھیں چھوٹی بڑی تھیں ' یعنی ایک آنکھ کا بلب ۱۰۰ واٹ کا اور دوسری کا بلب ۲۵ واٹ کا تھا ۔ لوگ آپ کو چھیڑتے تھے اور " گاماں کانا " ' " ڈیڑھ اکھا " اور " یک چشم گل" کے آوازے کستے تھے آج کل آنکھوں کا کیا حال ہے ؟

ج : میری آنکھوں کی بابت آپ نے درست سنا ۔ جب مجھے سوئے دوزخ لے جایا جا رہا تھا تو مین گیٹ پر مجھے روک کر زمین پر آلتی پالتی مار کر بیٹھنے کو کہا گیا ۔ میں فوراً بیٹھ گیا اور سمجھا کہ شاید دوزخ میں گرانے سے قبل مجھے کھانا کھلایا جائے گا ۔ لیکن اچانک ایک فرشتہ نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں میرے قد کے برابر " چھتر " تھا اور اس پر موٹے حروف سے لکھا تھا " جی آیاں نوں " ایک فرشتے نے

میرا سر پکڑا اور دوسرے نے سر کے عین مرکز میں تڑاخ سے "چھتر" جما دیا۔ میرے سر کے سارے پرزے مل گئے اور آنکھوں کے خولوں میں پتلیاں ناچنے لگیں۔ پھر جب چند منٹ کے بعد میں نے آنکھیں کھولیں تو دونوں آنکھوں کا سائز برابر تھا۔ چھتر کی فولادی ضرب نے دونوں آنکھوں کی "کان" نکال دی تھی۔ جہنم میں آنے کے کچھ عرصہ بعد میں نے اپنی آنکھوں کی درستگی کے راز کو پایا کہ میری دونوں آنکھیں اس لیے ٹھیک کی گئی ہیں تاکہ میں دونوں آنکھوں سے عبرت گاہ جہنم کو دیکھوں ورنہ سوا یا ڈیڑھ آنکھ سے سارے ہولناک مناظر اس طریقہ سے نہ دیکھ سکتا جس طریق سے اب "مستفید" ہو رہا ہوں۔ چلو جہنم میں آنے سے جہاں کروڑوں نقصانات ہوئے ہیں وہاں ایک فائدہ یہ تو ہوا ہے کہ اب میں کانا نہیں اور کوئی مائی کا لال مجھے "کاناں کانا" نہیں کہہ سکتا (فخر سے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے)

س: آپ گالیاں بہت بکتے تھے۔ آپ کی کتابیں گالیوں سے بھری پڑی ہیں، حتیٰ کہ اولیائے کرام اور انبیائے کرام بھی آپ کی زبان زہر افشاں سے محفوظ نہیں۔ کیا گالیاں بکنے کا یہ سلسلہ جہنم میں بھی جاری ہے؟

ج: میرا دل گالیوں کا خزینہ اور میرا دماغ مغلظات کا دفینہ تھا۔ پنجابی، اردو، فارسی، اور عربی کی لاکھوں گالیاں مجھے ازبر تھیں، جنہیں میں بوقت ضرورت بڑی مہارت سے استعمال کرتا تھا۔ میری زبان گالیوں کے "برسٹ" مارتی تھی۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں سینکڑوں گالیوں کا موجد بھی ہوں۔ باقی رہا آپ کے سوال کا دوسرا حصہ تو سنیے گالیوں کا سلسلہ جہنم میں بھی اپنے پورے لوازمات سمیت پوری شدت سے جاری ہے۔ اکثر حکیم نورالدین دوزخ کی آگ میں جلتا ہوا مجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دیتا ہے اور کہتا ہے تو نے نبوت کا ڈھونگ رچا کر ہمارا ستیاناس کر دیا۔ جواباً میں اس سے دوگنا منہ کھول کر اور دوگنی لمبی زبان نکال کر گالیوں کی جوابی فائرنگ کرتا ہوا کہتا ہوں۔ او کذاب! تو ہی وہ مردود ہے جس نے مجھے دعویٰ نبوت کے لیے اکسایا، جھوٹی نبوت کا سبق پڑھایا، انگریز سے ملوایا، دین و ملت کا غدار بنایا اور اب جہنم میں پہنچایا۔ بتا تو نے مجھے ڈبویا یا میں نے تجھے! اس کے بعد گالیوں کی شدت اپنے نقطہ عروج کو پہنچ جاتی ہے۔ آگ کے شعلوں پر تیرتے ہوئے جب میری جماعت کے لوگ میرے قریب سے گزرتے ہیں تو غصہ میں پھنکارتے ہوئے کہتے ہیں۔ لعنت ہے تیرے دعویٰ نبوت پر۔ میں انہیں دھتکارتا ہوا کہتا ہوں کروڑ لعنت ہے تم پر تصدیق دعویٰ نبوت کرنے پر، وہ کہتے ہیں لعنت ہے تیرے نبی ہونے پر۔ میں کہتا ہوں لعنت ہے تمہارے امتی ہونے پر، پھر گالیوں کا ایسا مشاعرہ گرم ہوتا ہے کہ جہنم ہماری گالیوں سے گونجنے لگتا ہے۔ آخر اہل جہنم کی پرزور شکایت پر ہمیں گرز مار مار کر خاموش کرایا جاتا ہے۔ پھر بھی سب سے بعد میں چپ میں ہی ہوتا ہوں۔ ٹھہرا جو سب کا استاد۔

س: آج کل جو قادیانی جہنم میں آ رہے ہیں، کیا آپ سے ان کی ملاقات ہوتی ہے؟

ج : جی ہاں ! ملاقات ضرور ہوتی ہے ۔ پچھلے دنوں پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ ' میری بیٹی امتہ الحفیظ ' اور اقوام متحدہ میں پاکستان کا مستقل نمائندہ نسیم احمد ' شیزان فیکٹری کا مالک چوہدری شاہنواز وغیرہ تشریف لائے ۔ ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوا جو ماں بہن کی گالیوں پر ختم ہوا ۔

س : آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی امت کا فلاں فرد جہنم میں آگیا ہے ۔ کیا سر راہ ملاقات ہوتی ہے یا باقاعدہ انتظام و اہتمام ہے ؟

ج : جب میرا کوئی امتی جہنم میں آتا ہے تو اسے مین گیٹ پر روک لیا جاتا ہے ۔ پھر مجھے اس کی آمد کی اطلاع کی جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ فوراً مین گیٹ پر پہنچو ۔ میں فوراً پہنچ جاتا ہوں ۔ حکم ہوتا ہے کہ اسے کندھوں پر اٹھاؤ اور جہنم میں فلاں مقام پر چھوڑ کر آؤ ۔ میں اس ظالم کو اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھاتا ہوں اور ہانپتا ' کانپتا ' لڑکھڑاتا ' بڑبڑاتا اسے اس کی سیٹ پر چھوڑ کر آتا ہوں کہ چند منٹ بعد دوبارہ بلا لیا جاتا ہوں کہ اور مہمان آیا ہے ۔ اسے پہنچا کر سانس ہی لیتا ہوں کہ اطلاع آتی ہے کہ اپنی آمدنی کا دس فیصد حصہ دینے والا بہشتی مقبرے کا مہمان آیا ہے ۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور میرے پاؤں چکر کے اور میری ٹانگوں کی نسیں پھول کر سائیکل کی ٹیوب کی طرح ہو جاتی ہیں ۔ اکثر ظالم جہنم کی آگ کے خوف سے چیخیں مارتے ہوئے مجھ پر پیشاب کر دیتے ہیں ۔ تین تین چار چار من کے موٹے موٹے پیٹوں والے قادیانی مجھ پر سواری کرتے ہیں اور میں واحد بد قسمت سواری ہوں جس کا کوئی کرایہ نہیں ۔ شاید اللہ نے مجھ پر یہ عذاب نازل کر رکھا ہے کہ اپنے فتنہ ارتداد سے گمراہ کردہ لوگوں کا بوجھ ان کے گناہوں سمیت اپنے کندھوں پر ہی اٹھاؤں ۔ بعض مہینوں میں میری امت کے افراد کی آمد بہت بڑھ جاتی ہے ۔ اور وہ مہینے میرے لیے بہت سخت ہوتے ہیں ۔ ویسے ایک بات تو ہے کہ میرے امتی جائیں بھی تو کہاں ' جہنم ہی میں تو آنا ہے ۔ جنت کے دروازے تو ختم نبوت کے منکر کے لیے بند ہیں ۔

س : کیا نصرت جہاں بیگم سے جہنم میں ملاقات ہوتی ہے ؟

ج : ہاں اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے ۔ سارے بچوں کو ساتھ لے کر آتی ہے ۔ بچے رو رو کر کہتے ہیں کاش تو ہمارا ابا نہ ہوتا ۔ نصرت جہاں بیگم چیختی ہے کہ کاش تو میرا خاوند نہ ہوتا ۔ کاش تو پیدا نہ ہوتا تیرے جنم لینے سے لاکھوں لوگ جہنم کے سفاک جبڑوں میں کسے ہوئے ہیں اور کسے جا رہے ہیں ۔ اے فریبی ! تو خود کو نبی کہتا تھا ۔ مجھے ام المومنین کہتا تھا اور بچوں کو اہل بیت کا نام دیتا تھا ۔ اور اب سب کو لے کر جہنم میں بیٹھا ہوا ہے ۔ لعنت ہے تیری شخصیت پر ۔ میرا سسر میر ناصر نواب چیختا چیختا میرے پاس آتا ہے اور مجھے گردن سے پکڑ لیتا ہے ۔ اور گلا پھاڑتا ہوا کہتا ہے او دجال ! مجھے کیا معلوم تھا کہ میرے گھر میں سرا سجا کر آنے والا بڈھا دولہا کل جہنم کا بھی دولہا ہو گا ۔ اور میں بدقسمت اس

کا باراتی ۔ کائنات میں نہ تجھ سا کوئی منحوس داماد ہو گا اور نہ مجھ سا بختوں کا مارا سسر!

س: بچوں میں سب سے زیادہ پیار کس سے تھا؟

ج: مرزا بشیرالدین سے ' کیونکہ بچپن سے ہی اس سے ایسی نشانیاں آشکارا ہوتی تھیں ۔ جس سے میں بہت خوش تھا کہ یہ میرا جانشین ہو گا۔

○ چار سال کی عمر تک بستر پر پیشاب کرتا رہا اور دس سال کی عمر تک کھڑا ہو کر پیشاب کرتا رہا اور پھر میرا خلیفہ بن کر بھی۔

○ مار پیٹ کے باوجود اکثر ننگا پھرتا رہتا تھا ' اور بے تحاشا گالیاں بکتا تھا۔

○ عجیب و غریب شکلیں بنا لیتا اور مختلف جانوروں کی بولیاں بول لیتا تھا۔

○ اکثر مجھ ایسے چور کے بھی پیسے چرا کر لے جاتا۔

○ جھوٹ اس انداز سے بولتا کہ میں بھی سچ سمجھتا۔

○ دبے پاؤں آتا اور میری شراب کی بوتل سے شراب پی جاتا۔

○ ہنستے ہنستے اچانک زار و قطار رونے لگتا اور روتا روتا اچانک ہنسنے لگتا اور پھر فخر سے کہتا کیسا فنکار ہوں پاپا جان! میں اس سے از حد خوش تھا کیونکہ یہی وہ اوصاف تھے جو میرے ہر خلیفہ میں پائے جانے ضروری ہیں ۔ تڑاخ تڑاخ جوتے پڑ رہے ہیں اب بیچارے کو!

س: کیا کسی بچے سے نفرت بھی تھی؟

ج: جی ہاں! مجھے اپنے بیٹے مرزا فضل سے شدید نفرت تھی کیونکہ وہ مجھے نبی نہیں مانتا تھا ۔ مجھے صاف کہتا کہ ابا جھوٹی نبوت کا ڈرامہ بند کر دے ۔ خدا کا خوف کر ' ساری رات گھوڑے بیچ کر سویا رہتا ہے اور صبح اٹھ کر لوگوں سے کہتا ہے کہ آج رات مجھ پر فلاں فلاں وحی آئی ہے ۔ میں اس کی پٹائی کرتا لیکن وہ باز نہ آتا ۔ پھر وہ ایام جوانی میں مرگیا لیکن مجھے اس پر اتنا غصہ تھا کہ میں نے اس کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی اور شاید یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ مجھ ایسا مرتد اعظم اس کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکا۔

س: کبھی اپنی حسین و جمیل آنکھوں میں سرمہ بھی ڈالتے تھے؟

ج: بھئی میرا آپ کا مذاق نہیں ہے۔

س: سنا ہے آپ نے بڑھاپے میں اپنی رشتہ دار لڑکی محمدی بیگم سے بوڑھا عشق بھی فرمایا تھا اور شادی کے لیے بھی بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے ۔ چند الفاظ اس عشق ناکام کے بارے میں؟

ج:
نہ چھیڑ میرے زخموں کو بہت رسوائی پائی ہے میں نے
محمدی بیگم کے عشق میں ذلت کی ٹوکری اٹھائی ہے میں نے
ہائے مرزا سلطان لے گیا میری آسمانی منکوحہ کو
بہت چیخا ' بہت تڑپا ' بہت دی دہائی ہے میں نے

س : امت مسلمہ کے پیران کرام ' مشائخ عظام ' خطباء ' ادباء ' علماء ' صوفیاء ' شعراء اور ختم نبوت کے لاکھوں پروانوں نے آپ کے برپا کردہ فتنہ کو مٹانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور صرف کر دیں ' تاریخی تحریکیں چلائیں ' جانوں کے نذرانے پیش کیے اور زندانوں کو آباد کیا لیکن کیا وجہ ہے کہ اس سخت جد و جہد کے باوجود آپ کا فتنہ ابھی تک زندہ ہے ؟

ج : دشمن کو شکست دینے کے لیے اس کی طاقت کو تقسیم کرنے اور اس کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا ایک اہم جنگی حکمت عملی ہے ۔ ہم نے اس نہج پر خوب کام کیا ہے اور فرقہ پرستی کی تلوار سے آپ کی صفوں کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا ہے ۔ فرقہ پرستی کی وباء کو پھیلانے اور مزید پھیلانے کے لیے ہمارا کروڑوں روپے کا بجٹ سالانہ منظور ہوتا ہے جس سے امت مسلمہ آپس میں خوب دست و گریباں ہوتی ہے ۔ اور ہم ان کی آپس کی سر پھٹول دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں ۔ دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے کچھ غداروں کو ساتھ ملانا ضروری ہے ۔ آپ کے کتنے صحافی ہیں جو ہمارے وظیفہ خوار ہیں ۔ آپ کے کتنے شاعر ہیں جو ہمارے دسترخوان کے خوشہ چیں ہیں ۔ آپ کے کتنے سیاست دان ہیں جنھیں الیکشن ہم لڑاتے ہیں ۔ کتنی لادین سیاسی جماعتیں ہیں جن کی جھولی میں ہماری عطا کردہ دولت ہوتی ہے اور جیب میں ہمارا عطا کردہ ہدایت نامہ ہوتا ہے ۔ اور پھر جب کبھی پاکستان میں ہمارے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہے تو یہی طبقہ ہمارے حق میں آواز اٹھاتا ہے اور آپ کی آواز کو دباتا ہے ۔ یہ لوگ جو کچھ ہمارے لیے کرتے ہیں ہم خود اپنے لیے نہیں کر سکتے ۔ یہی لوگ ہمارا سرمایہ ہیں یہی لوگ ہماری زندگی ہیں اور یہی لوگ ہماری جماعت کی روح ہیں ۔

علاوہ ازیں ہمارے زندہ رہنے کے چند مندرجہ ذیل عوامل ہیں :

- مسلمان حکمرانوں کی بے حسی و بے حمیتی ۔
- دین سے بے بہرہ لوگوں کا اعلیٰ عہدوں پر تعینات ہونا ۔
- عوام کی کثیر تعداد کا فتنہ قادیانیت سے نا آشنا ہونا ۔
- کلیدی اور حساس عہدوں پر قادیانی افسران کا قبضہ اور ان کے وسیع اختیارات ۔
- صوبائی اسمبلی ' قومی اسمبلی ' سینٹ اور حکومت کے خفیہ اداروں میں ہمارے آدمیوں کی موجودگی ۔
- یہود ' ہنود اور نصاریٰ سے گہرے تعلقات اور ان کی سرپرستی ۔
- بین الاقوامی صحافت پر ہمارا اثر و نفوذ ۔
- دونوں سپرپاورز کا ایجنٹ ہونا ۔
- دنیا کی انسانی حقوق کی محافظ نام نہاد تنظیموں کا ہمارے لیے واویلا کرنا اور دنیا میں ہمیں مظلوم ثابت کرنا ۔

س : ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں کے بھرپور مطالبہ پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے آپ کو کافر قرار دے دیا ۔ کیا آپ کی جماعت پر اس فیصلہ کا کوئی اثر پڑا ؟

ج : ملت اسلامیہ اس فیصلہ پر پھولے نہیں سماتی تھی ' لیکن یہ فیصلہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکا ۔ یہ فیصلہ ایک خانہ پری ہے اور ہم اسے ایک عام تحریر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے ۔ آج یہ فیصلہ ہوئے سولہ سال بیت گئے لیکن آپ دیکھیں کہ اس فیصلہ نے کس حد تک ہمیں بیڑیاں پہنائیں ۔ آج آپ کے سامنے ہم خود کو دھڑلے سے مسلمان لکھتے ہیں مسلمانوں ایسے نام رکھتے ہیں ، کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں ، ہمارے جرائد و رسائل و اخبارات شائع ہو رہے ہیں ، میری نبوت کا لٹریچر دھڑا دھڑ چھپ رہا ہے ' آج بھی مجھے نبی اور رسول ' میری بیوی کو ام المومنین ' میرے ساتھیوں کو صحابہ کہا اور لکھا جا رہا ہے ' ملک کی کلیدی اور حساس آسامیوں پر ہمارا قبضہ ہے ، خود کو مسلمان ظاہر کر کے صوبائی اسمبلی ' قومی اسمبلی اور سینٹ میں ہمارے آدمی موجود ہیں ، خود کو مسلمان ظاہر کر کے ہم حج کے موقع پر مکہ اور مدینہ جاتے رہتے ہیں ۔ پاکستان کے اندر ہمارا مرکز کفر و الحاد " ربوہ " موجود ہے ۔ اور ہم پورے پاکستان میں بڑے ٹھاٹھ سے عین اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اور لاکھوں مسلمانوں کے حقوق ہڑپ کر رہے ہیں ۔ اب آپ بتائیں کہ کیا دھچکا لگا ہے ہمیں پارلیمنٹ کے اس فیصلہ کے ہاتھوں !

س : تو پھر آپ کے فتنہ کا اصل علاج کیا ہے ؟

ج : ہمارا اصل علاج وہی ہے جو آپ کے بڑوں نے ہمارے بڑوں کا کیا تھا یعنی جو علاج ابوبکر صدیق نے مسیلمہ کذاب کا کیا تھا ۔ میری ایک نہایت اہم بات پلے باندھ لیں کہ جب تک پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا ہمارا فتنہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت زندہ رہے گا کیونکہ اسلامی نظام ہمارے لیے پیغام موت ہے اور انگریزی نظام مژدہ حیات ! آپ آج پاکستان میں مرتد اور زندیق کی شرعی سزا نافذ کریں اور پھر دیکھیں کہ ارض پاکستان سے ہمارا فتنہ یوں غائب ہو گا جیسے گدھے کے سر سے سینگ قصور آپ کا ہے ہمارا نہیں ' ذرا سوچیے اور سر پکڑ کر سوچیے !!

س : اگر ایک دفعہ پھر زندگی مل جائے تو ؟

ج : اگر میں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جاؤں تو اپنے کپڑے پھاڑ لوں ' مینار پاکستان پر چڑھ جاؤں ' قطب مینار کی چوٹی پر جا بیٹھوں ، " پیسا ٹاور " پر چڑھ دوڑوں ' فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی چوٹی پر کھڑا ہو جاؤں اور ہیپھڑوں اور گلے کی پوری طاقت سے چلاؤں ، لوگو ! میں دجال ہوں ' میں کذاب ہوں میں وہ ذلیل و رذیل شخص ہوں جس نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچایا ، اپنی ارتدادی کتابیں نذر آتش کر دوں ' بہشتی مقبرہ اکھیڑ کر رکھ دوں ' نام نہاد قصر خلافت کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں ' ربوہ کو اس طرح آگ لگاؤں کہ پوری دنیا میں اس کا دھواں پھیلے ' قادیان کو اس طرح مٹاؤں کہ رہتی دنیا تک تاریخ میں باب

عبرت بن جائے ' قادیانی مرتدوں کو سولی چڑھا دوں' مرزا طاہر ملعون کا گلا دبا کر زبان اور آنکھیں نوچ لوں اور لاؤڈ سپیکر لگا کر سڑکوں پر اعلان کروں کہ خدا کی دھرتی پر رہنے والو! نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا' جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہو گا' دجال ہو گا اور واجب القتل ہو گا۔ مگر ہائے افسوس اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا ہر کسی نے دنیا میں ایک ہی دفعہ آنا ہے اور پھر موت کا پیالہ پی کر واپس چلے جانا ہے۔ ہائے کاش میں واپس جا سکوں۔ کاش میں واپس جا سکوں۔ کاش میں واپس جا سکوں ۔۔۔ سسکیاں ہچکیاں

س: اپنے موجودہ خلیفہ مرزا طاہر کو کبھی خواب میں سمجھایا ہے ؟

ج: عالم خواب میں مرزا طاہر سے کئی ملاقاتیں کی ہیں اور اسے بڑے پیار سے سمجھایا ہے کہ بیٹا خدا کا خوف کر' شیطان کے خول سے باہر نکل' پتہ نہیں چراغ زندگی کب بجھ جائے' وقت کو غنیمت جان اور تائب ہو کر اپنی آخرت سنوار لے' میں نے اسے کئی مرتبہ روتے ہوئے سمجھایا کہ بیٹا! میری طرف دیکھ' اپنی دادی نصرت جہاں بیگم کی طرف دیکھ' اپنے ابا بشیر الدین کی طرف دیکھ' اپنے چچا مرزا ناصر کی طرف دیکھ اور اپنے دیگر چچاؤں اور پھوپھیوں کی طرف دیکھ سارا خاندان جہنم میں جل رہا ہے۔ تو تو ابھی زندہ ہے۔ تیرے پاس تو توبہ کی مہلت ہے' توبہ کر لے۔ جواباً وہ کہتا ہے دادا جان بات تو آپ کی درست ہے لیکن میں کھربوں روپے کا جھوٹی نبوت کا کاروبار کیسے چھوڑ دوں' جماعت کی کروڑوں روپے کی زمینیں' بلند و بالا عمارات' ہزاروں عبادت گاہیں' لمبی لمبی کاریں' شراب و کباب و شباب کی محفلیں' بہشتی مقبرہ کی لمبی چوڑی آمدنی' خدمت گاروں کا جھرمٹ' اندھے عقیدت مندوں کا ہجوم' یہود و نصاریٰ سے دوستانہ یارانے' سپر طاقتوں سے تعلقات اور اربوں روپے کا بنک بیلنس چھوڑتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ورنہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ نہ آپ نبی تھے اور نہ ہی میں خلیفہ' یہ تو ایک ناٹک ہے جو ہم پون صدی سے رچا رہے ہیں پھر مجھ سے گلہ کرتا ہوا کہتا ہے کہ دادا جان! آپ تو نبوت کاذبہ کے اس کاروبار کو ادھورا چھوڑ گئے تھے یہ تو ہماری محنت و لیاقت ہے کہ ہم نے اس ادھورے کاروبار کو سنبھالا' چلایا اور چمکایا۔ اتنی جدوجہد کرنے کے بعد اس چلے چلائے اور چمکے چمکائے کھربوں ڈالر کے بزنس کو چھوڑنے کا فی الحال میرا کوئی ارادہ نہیں' آپ سب بڑے شوق سے جہنم میں جلیں' مجھے تو دنیا کی ہر آسائش میسر ہے اور میں ایک پرنس کی زندگی بسر کر رہا ہوں!

س: قادیانیوں کے نام کوئی پیغام ؟

ج: میری طرف سے قادیانیوں سے کہنا کہ مرزا قادیانی نے ہاتھ جوڑ کر کہا ہے کہ اے قادیانیو! اپنی کھال بچاؤ' آل بچاؤ' مال بچاؤ اور اگر مرزا طاہر چندہ مانگے تو اس کے ملعون سر پر ڈھول بجاؤ' ختم نبوت پر ایمان لاؤ' قرآن و حدیث پڑھو اور پڑھاؤ' مجھ پر لعنت بھیجو اور بھجواؤ ورنہ جہنم میں میرے پاس تشریف لاؤ' آگ پھانکو اور گرز کھاؤ اور جہنم کے دائمی مکین بن جاؤ۔

اچھا آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے گرزوں کی مار 'پتھروں کی بوچھاڑ، آگ کی چنگاڑ ' دھویں کی یلغار ' دوزخ کی چیخ و پکار ' سانپوں کی پھنکار اور فرشتوں کی دھتکار کے باوجود خاصا وقت عنایت کیا - یہ آپ ہی کی ہمت وحوصلہ ہے کہ آپ نے اس عذاب شدید کے باوجود ہمارے سوالوں کے جوابات دیے - اچھا اب آپ کو آگ اور گرزوں کے حوالے کرتے ہیں - آئندہ کبھی انٹرویو کی ضرورت پڑی تو پھر زحمت دیں گے - --- تب تک کے لیے اجازت !!!! (ٹھاہ ٹھاہ ' تڑاخ تڑاخ ' ڈزن ڈزن ' ہائے ہائے ' ہو ہو کی صدائیں - .... - .)

مدرّس کی ضرورت

مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں ضلع گجرات میں بچوں اور بچیوں کو حفظ و ناظرہ قرآنِ کریم کی تعلیم کے لئے درج ذیل شرائط پر ایک مدرّس کی ضرورت ہے۔

۱۔ کل وقتی قیام۔ ۴۔ ضلع گجرات کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔

۲۔ رہائش کی سہولت۔ ۵۔ مشاھرہ بالمشافہ طے کیا جائے گا۔

۳۔ تجربہ کم از کم دس سال ۶۔ مسلک اہل سنّت والجماعت۔

رابطہ: ۲۵ رمضان المبارک تک درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان۔ فون : ۷۲۸۱۳

اسکے بعد ۵ شوال تک مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں ملیں۔

نوٹ: حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلّہٗ درج بالا تاریخوں میں انہی مقامات پر موجود ہوں گے۔

منجانب: وفاق المدارس الاحرار — پاکستان

بنیاد پرست خاموش مبلغ، ملتان

آقا سے بغاوت کیوں؟

خزاں نے تازہ کوئی شگوفہ اگر کھلایا تو کیا کرو گے
بہار کا یہ حسین موسم نہ راس آیا تو کیا کرو گے

رقص و سرود، راگ و رنگ، ناچ گانے، کھیل تماشے، ورائٹی شو، نظریۂ پاکستان اور محمدی اسلام سے کھلو بغاوت ہے۔ وقتی تفریح کے بہانے بے غیرتی کے عارضی سرور اور دولت کے نشہ میں چُور ہو کر فتنۂ دل و نگاہ کی آگ سے مت کھیلو۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

بیشک جو لوگ ایمانداروں میں بدکاری پھیلانا چاہتے ہیں ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

اور انہیں چھوڑ دو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ دیا ہے اور انہیں قرآن سے نصیحت کرو تاکہ کوئی اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش (قبول) کرنے والا نہ ہوگا۔ اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے میں گرفتار ہوئے اور ان کے پینے کے لئے گرم پانی ہوگا اور ان کے کفر و "انکار" کے بدلے میں دردناک عذاب ہوگا۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۰)

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولت مندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۹) بے شک کان آنکھ اور دل کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۶)

علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لاالہ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں بعض لوگ زمین میں غرق ہوں گے اور ان کی صورتیں بھی مسخ ہوں گی۔ یہ عذاب تب ہوں گے جب گانے والی عورتیں اور آلات لہو (باجہ وغیرہ) ظاہر ہوں گے۔

اور فرمایا گانے اور باجوں سے بچو۔ میرے رب نے مجھے ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والے (ہر قسم کے) باجوں کو مٹا دینے کا حکم دیا ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اس شخص پر جو گانے بجانے کا کام کرے، یا اپنے گھر میں اس کا اہتمام کرے (حدیث)

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

خادم حسین

زبان میری ہے بات ان کی

O "جنگ" نے صحافت کو عروج کی انتہاء تک پہنچایا اور نئی نئی روایات قائم کیں۔(غلام اسحاق خان)
مثلاً یہی کہ مغرب زدہ طبقے کی ترجمانی کی۔ اخبارات کو بیگمات اودھ کا البم بنا دیا۔

O شریعت کے مخالف، شرابی اور بے نماز "الو کے پٹھوں" کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔(عبدالستار خان نیازی)
زندہ باد! نیازی صاحب! مگر آپ الو کے پٹھوں میں کہاں پھنس گئے؟

O اے پی سی کا قافلہ پاکپتن پہنچ گیا۔(ایک خبر)
اے پی سی : اگا دوڑ تے پچھا چوڑ

O سود ختم نہیں ہو گا۔ صرف نام تبدیل ہو گا۔(سردار آصف احمد علی)
جس طرح آپ نے صرف اپنا نام تبدیل کیا ہے۔ کرتوت وہی کفار والے ہیں۔

O ملازمتوں سے پابندی اسی ماہ اٹھالی جائے گی۔(وائیں)
یہ کیسی پابندی ہے! امیروں کے سب کام ہو رہے ہیں اور غریب بے چارے رو رہے ہیں۔

O صدر صاحب! مجھے باقاعدہ دعوت نامہ بھجوائیں۔(نوابزادہ)
آپ کون؟ مسٹر خوامخواہ!

O فیصل آباد میں بسنت۔ ۴ ہلاک، ۷ زخمی۔(ایک خبر)

O اہل لاہور نے بسنت منائی۔ ایک شخص ہلاک ۴۳ زخمی (دوسری خبر)
ہندوؤں کے تہوار (بسنت) پر ہلاک اور زخمی ہونے والے تو بہت ہی معیاری مسلمان ہیں۔

O نرسوں کے سروں پر دوپٹے کی کوئی ضرورت نہیں۔(امجد حمید دستی)
امجد حمید دستی : ذلت رسوائی پستی

O فتویٰ باز علماء سود کا متبادل پیش نہیں کر سکتے۔(سردار آصف)
شراب، زناء، سوّر کے گوشت کا کیا متبادل ہو سکتا ہے؟ مغربی خارش زدہ جانور!

O انتخاب اور عمران میرے پاس اسی وقت آئے جب ٹیم کا اعلان ہو چکا تھا۔(جاوید میاں داد)
کینسر ہسپتال کے حوالے سے ہی بات سنی جائے گی؟

O ٹی وی پر مجھے کٹ یا آؤٹ فوکس کرایا جاتا ہے(اسلام نبی)
جھوٹی عظمت کی پجاری ہے مظفر دنیا
پستہ قد لوگ بھی گزریں بڑے دروازے سے

O مغل بادشاہ اکبر اعظم کا جنم محل اپنا رنگ و روغن کھو رہا ہے۔(ایک خبر)

قبرستانوں میں کئی حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

O حکم دیتا ہوں کہ افغانستان فوری طور پر میرے حوالے کر دیا جائے۔(سابق شاہ افغانستان کا فرمان)

واہ۔رے! ٹی۔آئی۔پی

O میرے پیر اور والدین نے گانے کا حکم دیا ہے ٹال نہیں سکتا۔(عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی)

ایسی پیری مریدی پر تبرئی بے شمار...... بکار ثواب!

O اکادمی ادبیات کا ڈائریکٹر جنرل افتخار عارف بہت بڑا کمیونسٹ ہے۔(نسیم حجازی)

کن مردہ ضمیروں کا حالات پہ ہے قبضہ
ملتا ہے مریضوں کو اعزاز مسیحائی

O سپاہ صحابہ انتہا پسند اور دہشت گرد تنظیم ہے۔(عابدہ حسین)

آئی ایس او امن پسند درویشوں کا ٹولہ ہے؟

O بابا کی رخصتی تک سڑکوں پر احتجاج کرتے رہیں گے۔(بے نظیر)

بابا سے نسوار کی بو آتی ہو گی۔

O میر خلیل الرحمن کی صحافت عبادت تھی۔(فیض القادری)

تمہارے نزدیک تو نورجہاں کا گانا بھی عبادت ہے۔

O ہیرا پور میں بیوی نے شوہر کا قیمہ بنا دیا۔(ایک خبر)

گوشت کا ناغہ ہو گا!

O مسلمان بنیاد پرستوں سے ہوشیار رہیں۔(حکومت الجزائر)

مسلماں بے بنیادوں سے ہوشیار رہیں۔

O جمہوریت اغواء ہو چکی ہے۔(بے نظیر)

میں لٹ گئی رام دہائی

O فیصل آباد۔ویڈیو سنٹر والا۔دوکان کے مالک کی ۱۴ سالہ بیٹی اغواء کر کے لے گیا۔(ایک خبر)

کہاں ہیں اس بات کا پرچار کرنے والے کہ لڑکیاں باہر نکلیں گی تو انہیں بات کرنے کا سلیقہ آئے گا۔

O سندھ کے ڈاکوؤں نے کشمیر آزاد کرانے کی پیشکش کر دی۔(ایک خبر)

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

O ہر وقت محبت کیلئے قائل رہتا ہوں۔خوبصورت عورت کی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی۔نظم و ضبط کی زندگی پسند نہیں اس لئے بحریہ کی ملازمت چھوڑی۔موت کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔(منیر نیازی)

اسی کو کہتے ہیں دو پاؤں پر چلنے والا بے لگام جانور

O پولیس کی مدد سے لڑکیوں کے سکولوں کے باہر گھومنے والے آوارہ گردوں کو روکیں گے۔(منظور چنیوٹی چیئرمین بلدیہ) (بقیہ صـ۶۸ پر)

قمر الحسنین

غلطیہائے مضامیں مت پوچھ

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ کے سوانح پر ابو یوسف قاسمی مرحوم کی کتاب کے ضمن میں۔

حال ہی میں لاہور کے ایک تجارتی ادارہ بساطِ ادب نے قبلہ چودھری افضل حق رحمت اللہ علیہ کی شخصیت پر بہت پہلے لکھی گئی ایک کتاب چھاپی ہے جس کے مندرجات فکرِ احرار سے متصادم ہیں۔ کتاب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طابع نے کتاب محض بیچنے کیلئے چھاپی انہیں چودھری صاحب کے قبیلۂ احرار کے افکار و نظریات سے کوئی لگاؤ نہیں ورنہ اس کی اصلاح ضرور کی جاتی خصوصاً جبکہ مسودہ کتاب مالکانِ بساط ادب کے پاس بیس برس تک محفوظ رہا مولانا غلام رسول مہر کا مضمون خاص طور پر محلِ نظر ہے مولانا نے احرار کے نظریات و شخصیات کو حسن سطور میں کاٹ کر رکھ دیا ہے زیر نظر سطور میں مولانا کی سطور کے حسنِ مستعار کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ احرار کا یہ نظریہ تھا اور ہے کہ تمام جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ رضاءِ الٰہی کیلئے یا مسلم مفاد کیلئے قربِ سلطانی کا آرزومند نہیں تھا بلکہ رضاءِ فرنگ ان کی انتہاءِ عشق تھی جس کیلئے صدری روایات کی بجائے سینۂ کتاب کی درایت پیش خدمت ہے۔ چودھری افضل حق مصنفہ ابو یوسف قاسمی ص ٦٢ پر مولانا مہر رقم طراز ہیں۔

صاحب میاں (سر فضل حسین) کا یہ نظریہ کہ "مسلمانوں کا ایسا طبقہ ضرور رہنا چاہیئے جو انگریزوں سے تعاون کرتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق غصب نہ ہونے دے۔

یہ نظریہ بھی تو مسلمان جاگیردار نے ہندو جاگیردار سیاستدانوں سے مستعار لیا تھا۔ مغلوں کے عہد سے ہی ہندو نے انگریزوں سے دست تعاون بڑھایا اور قربِ سلطانی سے لذت اندوز ہوئے اور حظ وافر پایا اگرچہ کچھ ہندو انگریز سے مزاحمت کا رول ادا کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں مگر قومی زندگی میں انفرادی عمل معتبر اور مؤثر نہیں ہوتا۔ ١٨٥٧ سے ١٨٨٣ تک مسلمانوں کی فرنگی سے مزاحمت کا کردار اتنا شاندار ہے کہ دنیا بھر کی تاریخ میں ایک مثال ہے۔ میاں صاحب نے یہ نظریہ بھی ١٨٨٣ء کے ان مسلم وڈیروں سے وراثت میں پایا تھا۔ جو مزاحمت کا راستہ چھوڑ کر فرنگی سے مفاہمت کی بیل گاڑی میں جُت گئے تھے۔

١٨٨٣ء میں انگریزوں نے ہندوستانیوں کو (مسلم، ہندو) میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ میں شریک کیا۔[۵۲] فرنگی کو ہندوستانیوں کا یہ سیاسی اشتراک و اتحاد بایں وجہ پسند نہ آیا کہ پھر مسلم اور ہندو ہندوستانی قوم کے طور پر ابھرنے لگے تو مسٹر بیک نے علی گڑھ کے مفلوج مسلمانوں سے شور و غوغا برپا کرایا اور ہندوستان بھر میں گاؤ کشی کے سلسلہ میں ہندو مسلم فساد کروایا۔ پھر مسٹر بیگ اور علی گڑھ کالج کے طلباء دونوں دلی گئے۔ مسٹر بیک خود جامع مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا اور آنے جانے والے مسلمانوں کو بھڑکا کر دستخط لئے۔ ٢٠٧٣٥ دستخط کرائے کہ ہندو گاؤ کشی بند کرا کے ہمارا کھانا پینا بند کرنا چاہتے ہیں[۵۳]۔ اس "کارِ خیر" کو مزید مستحکم کرنے کیلئے ١٨٨٣ء میں اینگلو

[۵۲] مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ٣١٢ ، [۵۳] ایضاً ص ٣١٣

انڈین ڈیفنس ایسوسی ایشن قائم کی گئی۔ جس کے مقاصد صرف یہ تھے کہ ہندو مسلم اشتراک و اتحاد باقی نہ رہے بلکہ مسلم انگریز اتحاد عمل میں آئے چنانچہ مسٹر بیک اسمیں کامیاب رہے[۳]

اس کے بعد "انڈین پیٹریاٹک ایسوسی ایشن" قائم کی گئی اس کے ذریعہ بھی ہندو مسلم فتنہ برپا کرنے کی سعی کی گئی جس کے نقائص بیان کرتے ہوئے مسٹر بیک کہتا ہے۔

"یہ خالص مسلمانوں کی جماعت نہ تھی بلکہ اس میں ہندو بھی شامل تھے"[۴]۔ دس برس تک پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کے ذریعہ انگریز نے مسلمانوں سے سیاسی مقاصد کی تکمیل کرائی اور مفاہمت پسند مسلمان اسی سانچے میں ڈھلتا چلا گیا تاآنکہ ۱۸۹۳ء میں مسٹر بیک نے علی گڑھی "اکابر" کے ذریعہ مسلم مفادات کا نیا کھٹراگ رچایا اور تیسری ڈیفنس ایسوسی ایشن "قائم کرکے اس کے افتتاحی اجلاس میں "فرمایا"۔

"گاؤ کشی کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہ کرنے دیجائے اور انگریزوں اور مسلمانوں دونوں کو کھانے کیلئے گائے ذبح کرنے نہ دی جائے۔ گاؤ کشی روکنے کیلئے وہ اپنے مخالفوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں تاکہ وہ بھوکے ہو کر مغلوب ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بمبئی اعظم گڑھ وغیرہ میں خونریز بلوے ہوئے ان دونوں ستورستوں کی وجہ سے مسلمان اور انگریز دونوں نشانہ بنے ہوئے ہیں اس لئے مسلمانوں اور انگریزوں کو اتحاد کرکے ان تحریکوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے اور جمہوری طریق سلطنت کے اجراء کو اس ملک کے حسب حال نہیں ہے اس لئے ہمیں حقیقی وفاداری اور اتحاد عمل کی تبلیغ کرنی چاہیئے[۵]

میاں سر فضل حسین اسی اتحاد عمل کے حسینی مبلغ تھے اور ان کا مذکورہ نظریہ انگریز کے اسی فکری تناسل کا مولود ہے اس دور کے جاگیردار اور سرمایہ دار کی ذاتی سوچ قطعاً نہ تھی ان کی تمام تر توجہ رضاء فرنگی پر مرکوز تھی اور اسی رضاء کے حاصل کرنے کیلئے میاں صاحب نے سر ظفراللہ خاں کی سفارش کی ورنہ یہ بات نہیں کہ ہندوستان بھر میں ظفراللہ خاں سے بہتر آدمی میسر نہ تھا۔ مولانا غلام رسول مہر نہ جانے سر فضل حسین کیلئے نرم گوشہ کیوں رکھتے ہیں حالانکہ وہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے حلقہ بگوشوں میں سے ہیں اور مولانا آزاد سر فضل حسین کو اسی طرح ٹوڈی سمجھتے تھے۔ جس طرح احرار۔

بقیہ از ۶۶

یعنی منشیات فروشوں کی مدد سے نشہ بازوں کو نشے سے روکیں گے۔

O میری زمینوں کا پانی بند کر دیا گیا ہے۔(بے نظیر کا وزیر اعظم کو خط)
(جوناتھن جہاز روکنے کا رد عمل؟)

میر کیا خوب ہے بیمار ہوئی جس کے سبب — اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتی ہے

O مولوی مذہب کے ٹھیکیدار نہیں ہیں۔(ایک ادارے کے سربراہ کا بیان)
مولوی مذہب کے ذمہ دار ہیں اور تم نمک مردار

---

[۳] مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۳۱۵ [۴] ایضاً ص ۳۱۵ [۵] ایضاً ص ۳۱۷-۳۱۶

عقبیٰ کے مسافر

انا للہ وانا الیہ راجعون

بہاولپور کے دیرینہ احرار کارکن ملک عبدالرشید صاحب (پنساری) کی والدہ صاحبہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء کو راہیٔ ملک بقا ہو گئیں۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ اور صالحہ خاتون تھیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں احرار کارکن جناب حامد علی صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۶ جنوری کو رحلت فرما گئیں۔

حضرت امیر شریعت کے متوسل اور مجلس احرار اسلام کے معاون محترم حاجی ثناء اللہ ارائیں (کلابچی والے) ۲ جنوری کو انتقال کر گئے۔

مجلس احرار اسلام کے معاون محترم مقصود جان خان (چارسدہ چپل سٹور) کی معصوم بیٹی بعمر ایک سال انتقال کر گئی۔

ہمارے دیرینہ رفیق محترم مولوی نعیم اللہ صاحب (بستی مولویاں رحیم یار خاں) کی والدہ ماجدہ ۳۱ جنوری کو وفات پا گئیں۔

حضرت امیر شریعت کے دیرینہ متوسل محترم حافظ محمد عظیم صاحب (چک ۵۱ وہاڑی) انتقال کر گئے۔ آپ نہایت صالح اور مخلص دینی کارکن تھے۔ تلہ گنگ میں مجلس احرار اسلام کے مبلغ مولانا محمد مغیرہ اور مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس حافظ عبدالعزیز صاحب کے استاد تھے۔

مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات کے مخلص معاونین محترم فضل الٰہی کشمیری کی والدہ صاحبہ چودھری نواب کھمبیر مرحوم کی بیوہ اور حافظ غلام فرید صاحب کے ماموں محمد سرور گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

بھوئی گاڑ ضلع اٹک سے محترم مولانا حسین احمد قریشی نے اطلاع دی ہے کہ گزشتہ دنوں علاقہ کے مختلف دینی وعلمی خاندان کے سربرآوردہ افراد انتقال کر گئے۔

۱۴ جنوری کو محترم حاجی محمد شریف صاحب ۳۱ جنوری کو محترم صاحبزادہ نعیم الدین قریشی صاحب ۴ فروری کو حضرت مفتی عبدالحیٔ کے معتمد خاص اور حضرت امیر شریعت کے معتقد قاری محمد امین صاحب کے والد ماجد حاجی محمد مسکین آف بھوئی گاڑ، ۷ فروری کو قاری غلام مرتضیٰ آف کرمی افغاناں کے بڑے بھائی اور قاری محمد صابر صاحب کے والد محترم انتقال کر گئے۔

ہڈرسفیلڈ (برطانیہ) میں مجلس احرار اسلام کے معاون محترم محمد حلیم صاحب کی والدہ ماجدہ جنوری میں رحلت فرما گئیں۔

مجلس احرار اسلام میراں پور (میلسی) کے کارکن اور معروف نعت خواں جناب حافظ محمد اکرم صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ اور حافظ محمد احمد صاحب کی دادی صاحبہ یکے بعد دیگرے انتقال کر گئیں۔

کھروڑ پکا کے ایک قدیم احرار کارکن "میاں امام بخش کھوکھر" پچھلے دنوں راہی ملک بقا ہو گئے۔
مجلس احرار اسلام کھروڑ پکا کے صدر قاری عبداللطیف عابد کے والد حاجی عبدالمالک چغتائی بعمر ۸۴ سال تین ماہ مسلسل صاحب فراش رہ کر فوت ہو گئے۔ مرحوم مرکزی امیر جماعت محترم محمد حسن چغتائی مدظلہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری سے ان کے مخلصانہ مراسم تھے۔

محترم پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب، باقر صغیر احمد، نصیر احمد اور مشیر احمد کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی رانا مختار احمد مرحوم گزشتہ دنوں کراچی میں رحلت کر گئے۔ مرحوم مولانا نذیر مجیدی کے بھتیجے اور داماد بھی تھے۔ وہ "رانا اینڈ کو" کے نام سے کراچی میں پچھلے بیس برس سے کپڑے اور چمڑے کے دستانے بنا کر یورپ بھیجنے کا کاروبار کر رہے تھے۔ ان کی اچانک وفات سے محترم پروفیسر خالد شبیر صاحب اور ان کے اہل خاندان کو گہرا صدمہ پہنچا ہے۔

قارئین نقیب ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ ان تمام مرحومین کی مغفرت کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں۔ خطاؤں کو معاف فرمائیں اور حسنات قبول فرمائیں۔ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

ادارہ نقیب کے تمام ارکان لواحقین کے غم میں شریک ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 79 سے آگے

سے پکارا جانے لگا۔ بستی کے مدرسہ شمس العلوم میں داخل کیا تو ہم مکتب دوستوں نے اسکا نام طنزاً پکارنا شروع کر دیا۔ بچے کی پریشانی فطری تھی۔ اس نے مجھ سے کہا ابو! یہ نام لوگوں کو کیوں برا لگتا ہے؟ لوگ مجھے کیوں کوستے ہیں؟ مجھے احراری کا بیٹا کہتے ہیں۔ میں نے کہا بیٹا! معاویہؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم صحابی اور خلیفہ راشد تھے۔ انہوں نے ۳۹ سال حکومت کی اور اسلام کے دشمنوں سبائیوں، رافضیوں اور مشرکوں کو نہ صرف تہ تیغ کیا بلکہ ان کی حکومتوں کو تباہ و برباد کر کے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا اور ان کی سازشوں کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ یہ دشمن کا انتقامی پروپیگنڈہ ہے جس کے سنی بھی اسیر ہو گئے ہیں تم بڑے ہو جاؤ گے اور دین پڑھو گے تو مزید حقائق سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر میرا بیٹا مطمئن ہو گیا۔ الحمدللہ قائد احرار کی فکری و نظریاتی تربیت کے سبب

آج یہ تحریک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

بعد ازاں حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے دعائیہ کلمات پر مجلس کو برخاست کر دیا۔

ابو معاویہ رحمانی
رحیم یار خان

تحریک تجدید اسماء صحابہ کرامؓ کو تیز تر کر دیا جائے
ہر سنی اپنے بچوں کے نام صحابہ کرام کے ناموں پر رکھے

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاءالمہیمن بخاری گزشتہ ماہ لیاقت پور (ضلع رحیم یار خان) میں تشریف لائے تو احرار کارکن ان کیلئے سراپا استقبال تھے۔ محترم قاری ظہور احمد صاحب کے مکان پر منعقدہ احباب احرار کی ایک نشست سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دورِ حاضر میں صحابہ کرام کے مقام و منصب کا دفاع ہر سنی کہلانے والے پر فرض ہے۔ صحابہ کرام دین اسلام کے محسن اور اللہ جل شانہ کی مقبول ترین جماعت کے افراد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں مختلف حوالوں سے دفاع صحابہ کی جدوجہد جاری ہے وہاں اہل سنت کو ایک اور جہاد تیز کر دینا چاہیئے اپنے بچوں کے نام صحابہ کرام کے اسماء پر رکھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔ اور اس پر ماحول کی مخالفت کے مقابلے میں استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جتنے جلیل القدر صحابی ہیں تاریخ میں اتنے ہی زیادہ مظلوم و معتوب ہیں۔ وہ نہ صرف رافضیوں اور سبائیوں کی تنقید کا نشانہ بنے بلکہ اہل سنت کہلانے والے بعض نام نہاد سنیوں کی بھی تنقید کی زد میں آ گئے۔ اگر دفاع صحابہ کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے تو ذکر معاویہؓ سے ابتداء کر کے دشمن کو اسی دروازے پر روک لیں۔ یہاں بند باندھنے سے باقی تمام صحابہؓ بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ پاکستان میں تجدیدِ اسماء صحابہ کرامؓ کی تحریک کے بانی ہیں ان کی تحریک پر ہزاروں بچوں کے نام "محمد معاویہ" رکھے گئے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان خاندانوں میں رفض و سبائیت اور شیعیت کا داخلہ ہمیشہ کیلئے ممنوع ہو گیا۔ انہوں نے بتایا کہ بہاولپور کے ایک احرار کارکن راجہ محمد حسین صاحب کو سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے خاندان میں رفض کی بو محسوس کر رہا ہوں چنانچہ راجہ صاحب نے اپنے بیٹے کا نام محمد معاویہ رکھا تو خاندان میں سخت ارتعاش پیدا ہو گیا۔ لیکن انہوں نے شدید مزاحمت کے باوجود استقامت کا مظاہرہ کیا اور آج ابو معاویہ محمد حسین کے نام سے معروف ہیں۔

راقم السطور نے گفتگو میں شامل ہوتے ہوئے شاہ صاحب کو بتایا کہ ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرزند عطاء کیا۔ تب شاہ جی سے میرا تعارف نہ تھا۔ مگر ان کی تحریک سے عقیدت کی وجہ سے بیٹے کا نام محمد معاویہ رکھا۔ لوگوں نے طعنے دیئے، خارجی کہا۔ برادری کے افراد بچے کو پیار سے دوسرے ناموں سے پکارتے۔ مگر یہ بچہ ۱۵ جولائی ۷۰ء کو انتقال کر گیا۔ پھر ۲۳ اپریل ۷۴ء کو دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی محمد معاویہ رکھا۔ لوگوں نے کہا نام اچھا نہیں۔ پہلے بھی اسی نام کی وجہ سے ایک بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ اس بچے کو بھی دوسرے ناموں

بقیہ صفحہ نمبر 75 پر

اصغر چودھری

امریکہ میں پاکستان کی سفیر کس کے لئے سفارت کاری کر رہی ہیں

پاکستان کی نامزد سفیر سیدہ عابدہ حسین کی امریکہ میں مصروفیات کا ایک جائزہ

پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے 'جو نظریاتی بنیادوں پر قائم ہوا اور مذہب اسلام جس کی وجہ تخلیق ہے۔ پاکستان میں آج تک کسی بھی حکومت کو واضح طور پر یا کھل کر اس کی نظریاتی اساس کو نشانہ بنانے کی جرأت نہیں ہوئی 'لیکن اب پاکستان کی بنیاد اور اس کے بنیادی نظریات پر امریکہ میں پاکستان کی نامزد سفیر بیگم عابدہ حسین نے مسلسل حملے شروع کر کے یہ جسارت کر دی ہے۔

اگرچہ ابھی تک انہوں نے اپنی اسنادِ سفارت امریکی صدر جارج بش کو پیش نہیں کی ہیں اور اس طرح وہ اب تک نامزد سفیر ہی ہیں اور تکنیکی اعتبار سے انہیں بیانات اور انٹرویوز نہیں دینے چاہئیں 'لیکن ان کے بیانات اور انٹرویوز کا سلسلہ واشنگٹن پہنچنے کے دوسرے ہی دن سے شروع ہو گیا تھا' کہیں وہ پاکستان کی نظریاتی اساس کی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہیں' کہیں وہ امریکہ میں رہنے والے پاکستانیوں کو ذلیل کرنے پر کمربستہ ہیں اور کہیں وہ انجمن سپاہ صحابہؓ کو دہشت گرد قرار دینے میں مصروف ہیں۔

اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے ان کے بیان سے پاکستان میں اب تک سب آگاہ ہو چکے ہیں۔ بیگم عابدہ حسین نے ایک اخباری انٹرویو میں کہا:

"پاکستان کا اسرائیل سے براہ راست کوئی تنازعہ نہیں ہے' یہ عربوں اور اسرائیلیوں کا معاملہ ہے"۔

انہوں نے مزید کہا "پاکستان مستقبل میں اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کر سکتا ہے----"

یہ بیان انہوں نے صرف "INDIA ABROAD" ہی کو نہیں دیا' بلکہ وہ اپنے ان خیالات کا اظہار اس سے پہلے بھی کرتی رہی ہیں اور یہ محض ایک اتفاقی امر نہیں ہے۔ کچھ ہفتے قبل ایک محفل میں بھی انہوں نے یہی کہا تھا' اس محفل میں متعدد پاکستانی نامہ نگار بھی موجود تھے' لیکن وہ اس خبر کو دبا گئے۔

ابھی انہیں واشنگٹن آئے ہوئے صرف چند ہی روز ہوئے تھے کہ ڈاکٹر اکبر صدیقی کے گھر پر ایک عشائیے میں تقریر کی اس میں بھی انہوں نے اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا' انہوں نے واضح طور پر عربوں کو برا بھلا کہتے ہوئے کہا تھا کہ اب ہمیں عربوں سے قطع تعلق کر لینا چاہئے۔ ان کے بیانات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ پاکستان کو عربوں سے دور کرنا چاہتی ہیں اور یہ سب کچھ ایک منصوبہ بندی کے تحت کیا جا رہا ہے' اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے بارے میں بار بار اس قسم کے بیانات بھی اسی منصوبہ بندی کی ایک کڑی ہیں

وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان' اسلامی جمہوری اتحاد یا نواز شریف کی حکومت کی ترجمانی کر رہی تھیں یا کسی اور کی؟ کیا محکمہ خارجہ کی طرف سے انہیں اس قسم کے بیانات دینے کی اجازت دی گئی ہے؟ اور کیا پاکستان اسرائیل تعلقات پر کوئی پالیسی وضع کرنا امریکہ میں نامزد پاکستانی سفیر کا کام ہے۔؟

نیویارک سے شائع ہونے والے ایک جریدے "کائنات" کو انٹرویو دیتے ہوئے بیگم عابدہ حسین نے کہا "انجمن سپاہ صحابہؓ ایک دہشت گرد تنظیم ہے' جھنگ میں امنِ عامہ کی خرابِ صورتِ حال کی ذمہ دار یہی جماعت ہے---" محترمہ کے اس بیان سے بھی پاکستانیوں کی دل آزاری ہوئی ہے' تاہم وہ جانتے ہیں کہ ایسا کہتے ہوئے ان کے ذہن میں کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سفیر اور پاکستانی "مسلم خاتون" ہوتے ہوئے بیگم عابدہ حسین کی رہائش گاہ پر امریکیوں کے لئے شراب کی دعوتیں ہوتی ہیں۔ محترمہ عابدہ حسین میری لینڈ میں گھوڑوں کی ریس پر شرمیں لگاتی نظر آتی ہیں۔ بر سرِ عام سگریٹ پیتی ہیں اور گفتگو میں انگریزی کے غیر مہذب الفاظ بھی استعمال کرتی سنائی دیتی ہیں۔ سفارت خانے کے اہلکار بھی ان کی بدکلامی' نخوت اور تکبر سے نالاں ہیں۔ عملے کا کہنا ہے کہ سفارت خانے میں بیگم صاحبہ کی "دہشت گردی" عروج پر ہے۔ انہوں نے سفارت خانے کو "جھنگ" بنا دیا ہے اور عملے کو اپنا مزارعہ سمجھتی ہیں۔

ابھی چند روز پہلے بیگم صاحبہ نے ضد اور اصرار کر کے ایک افسر غضنفر مہدی صاحب کے لئے منسٹر کے عہدے کے برابر اسامی نکالی' جب کہ سفارت خانے میں ایسی کوئی اسامی موجود ہی نہیں تھی۔ انہیں پاکستان سے بلوایا' حکومت پاکستان کے بجٹ پر ہزاروں ڈالر ماہانہ کا بوجھ ڈالا۔ غضنفر صاحب کے بھی یہاں رنگ ڈھنگ نرالے ہی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محترمہ امریکہ میں پاکستان کی نہیں کسی اور طاقت کی نمائندگی کر رہی ہیں اور وہ ایک ایجنڈا لے کر یہاں آئی ہیں۔ بقول ان کے ان کے پاس دو برس ہیں' جس کے دوران انہیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ (بہ شکریہ ہفت روزہ تکبیر۔ کراچی)

مُسلم لیگ کا دامن 13 ہزار شہداءِ ختم نبوتؐ کے خوُن سے داغدار ہے

[illegible] اس جماعت کا خدا، اقتدار دین اور دولت مقصد رہا ہے۔

[illegible] کا منشور اسلام نہیں، اقتدار ہے۔

حکومت، اسمبلیاں اور قانونی ادارے کافرانہ نظام کے نفاذ میں مصروف ہیں

مسجد احرار ربوہ میں چودھویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس سے زعماء احرار کا خطاب

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۷، ۲۸ فروری کو جامع مسجد احرار ربوہ میں چودھویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مرکزی احرار رہنماؤں نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی چار نشستیں ہوئیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کو جمعہ کا دن تھا اور مسجد احرار ربوہ کا سنگ بنیاد جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے رکھا تھا۔ اور یہ ربوہ کی تاریخ میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کا قیام تھا۔ یہاں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی امامت میں نماز جمعہ ادا کی تھی۔ حسن اتفاق ہے کہ آج سولہ برس بعد انہی تاریخوں میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ تب ۲۷ فروری کو جمعہ تھا اور اب ۲۸ کو۔

مجلس احرار اسلام نے اکتوبر ۱۹۳۴ء میں بانی تحریک حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی قیادت و سیادت میں قادیان سے احتساب مرزائیت کے جس عظیم سفر کا آغاز کیا تھا ٹھیک ۵۷ سال بعد اسکی بازگشت ربوہ میں سنائی دے رہی تھی۔ یہ اکابر احرار کے ایثار و اخلاص اور شہداء ختم نبوت کے خون بے گناہی کا اثر ہے کہ نصف صدی قبل جس پیغام کو لیکر وہ نکلے تھے اس کی گھن گرج اور گونج سے آج بھی کفر و ارتداد لرزہ براندام ہے اور قافلہ احرار کے عہد آشنا رضا کار جدوجہد کے تسلسل کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہیں۔

۲۷ فروری کو بعد نماز عشاء پہلی نشست کا آغاز قاری محمد قاسم صاحب (مدرس مدرسہ ختم نبوت چیچہ وطنی) کی تلاوت کلام مجید سے ہوا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم نشرواشاعت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے اسلام میں نظام صلوٰۃ کی اہمیت و ضرورت کے موضوع پر خطاب کیا نماز کے فضائل و برکات اور مسلمان کی زندگی میں۔ اس فرض کی بجا آوری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انقلاب کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں جدوجہد کے راستے میں اگر کہیں مشکلات درپیش ہیں تو اس کے اسباب و عوامل میں ایک بڑا سبب ترک صلوٰۃ ہے۔ نماز حضور علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کی یاد کو تازہ کرنے اور ان کے مشن کو کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کا بہترین طریقہ دین اسلام پر مکمل عمل ہے۔ اور عملی زندگی میں اسلام اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک قیام صلوٰۃ کے اہم حکم پر عمل نہ ہو۔ اس

نشست کے دوسرے اور آخری مقرر مجلس احرار اسلام کے مرکزی مبلغ مولانا محمد مغیرہ تھے۔ انہوں نے فلسفۂ ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام، انکار ختم نبوت اور قادیانی عقائد جیسے اہم موضوعات پر نہایت مدلل اور علمی بیان کیا۔ یہ نشست مولانا کی دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔

۲۸ فروری کو احرار کارکنوں نے نماز فجر ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی امامت میں ادا کی جبکہ نماز کے بعد انہوں نے ایک گھنٹہ تک درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔ ان کی تقریر کا ابتدائی حصہ فضائل درود شریف پر مشتمل تھا۔ انہوں نے احباب احرار کو توجہ دلائی کہ درود شریف کی کثرت سے تلاوت روح کو اجلا کرتی ہے۔ اور یہ تزکیۂ باطن کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں احرار رضا کاروں پر زور دیا کہ وہ اپنی عملی زندگی میں دینِ اسلام کو غالب کریں اور اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوں۔ ان کے پاکیزہ روحانی اور اصلاحی بیان سے شرکاء اجتماع پر ایک کیف سا طاری ہو گیا۔ حضرت پیر جی مدظلہ کی دعا کے ساتھ دوسری نشست اختتام پذیر ہوئی۔

۱۰ بجے تیسری نشست کا آغاز ہوا جس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ نے کی اور ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہ نے تقریباً ایک گھنٹہ احرار کارکنوں سے خطاب فرمایا۔ یہ نشست خالصتاً تربیتی نوعیت کی تھی جس میں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احرار کارکنوں نے شرکت کی۔ شاہ جی نے کارکنوں سے خطاب عام کرتے ہوئے فرمایا۔

کوئی بھی اجتماعی کام کرنے کیلئے جماعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے دین کا کام جماعت بن کر ہی سر انجام دیا اور یہی دین کا منشا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے پورے اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کیلئے جماعت بن کر کام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت ماں کی مثال ہوتی ہے۔ جس طرح ماں دنیا بھر کے دکھ سہہ کے بچے کی پرورش کرتی ہے، اسکی تربیت کرتی ہے۔ اسی طرح جماعت کارکن کیلئے ہر قربانی دیتی ہے اسکی صلاحیتیں نکھارتی ہے۔ اسے شعور دیتی ہے مگر جب جماعت کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو یہی کارکن کسی دوسرے گھر میں دادِ عیش دے رہا ہوتا ہے۔ بے وفائی اور محسن کشی کی اس سے بدتر مثال اور نہیں ہو سکتی۔ بعینہ اس بچے کی مانند جس نے جوان ہو کر بوڑھے ماں باپ کی خدمت سے انکار کر دیا۔

انہوں نے کہا کہ جماعت سے وفاداری کا عہد اور حلف اٹھا کر اسے چھوڑ جانے والے غدار اور بے وفا ہوتے ہیں۔ میں اپنے کارکنوں سے کہتا ہوں کہ اپنے اندر یہ عصبیت پیدا کریں اور اس قماش کے لوگوں سے احرار کی صفوں کو آئندہ ہمیشہ کیلئے پاک کر دیں۔

انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام افراد نہیں۔ نظام کو بدلنا چاہتی ہے کیونکہ نظام بدلنے سے ہی ہم ملک کے تمام مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔ موجودہ سیاسی نظام کو قبول کر کے اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کرنا غیر سنجیدہ عمل بھی ہے اور خلاف اسلام بھی۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ لوگ اس بات کو حق تسلیم

کر کے مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے ہیں کہ ہم دین کا کام کر رہے ہیں تو پھر جماعت سے وفاداری آپ کی جدوجہد کا پہلا زینہ ہے۔

انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ جماعت کی تنظیم و تشکیل میں بھرپور حصہ لیں اور اس عزم کے ساتھ کام کریں کہ ہم تادم آخر جماعت سے وابستہ رہ کر دین کا کام کریں گے۔

آپ نے کارکنوں کے مختلف سوالات کا تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا کہ اپنی مقامی شاخوں کو مضبوط کریں۔ اپنے اندر نظم و ضبط پیدا کریں اور جماعت کے افکار و نظریات کے ابلاغ کیلئے نشرواشاعت کے شعبہ کو مستحکم کریں۔ یہ نشست حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کی دعاء کے ساتھ اختتام کو پہنچی۔

کانفرنس کی چوتھی نشست ساڑھے بارہ بجے قبل از نماز جمعہ شروع ہو کر نمازِ عصر تک جاری رہی۔ اس سے جماعت کے جن احباب نے خطاب کیا ان میں عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا عبدالسلام، سید خالد مسعود گیلانی، مولانا اللہ یار ارشد، مولانا محمد یوسف احرار، ابوسفیان تائب، حکیم عبدالغفور اور حافظ انیس الرحمٰن قابلِ ذکر ہیں۔ جبکہ میاں محمد اویس نے ترانہ احرار اور کپتان غلام محمد اور حافظ محمد اکرم نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

مقررین نے کہا کہ سود خور حکمرانوں سے نفاذ اسلام کی توقع رکھنا حماقت ہے۔ پی ڈی اے، آئی جے آئی اور اے پی سی ان سب کی منزل اسلام نہیں اقتدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ جمہوریت اور اسلام ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ پاکستان میں چوالیس برس سے یہی ناکام تجربہ کیا جارہا ہے اور اب الجزائر میں رونما ہونے والے حادثے نے اسلام پسند اور بنیاد پرست تحریکوں کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کا راستہ بدلیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی قوتوں کا اتحاد وقت کا سب سے اہم تقاضہ ہے اس لئے تمام دینی قوتوں کو متحد ہو کر پاکستان میں خالص اسلامی نظام اور حکومت الہیہ کے قیام کیلئے جدوجہد تیز کر دینی چاہیئے۔ انہوں نے بعض دینی جماعتوں کی طرف سے مجوزہ دینی اتحاد کی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس اتحاد کو وسعت دیکر ملک بھر کی دینی قوتوں کی تائید و حمایت حاصل کرنی چاہیئے۔

انہوں نے وفاقی وزیر سردار آصف احمد علی پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ موصوف نے پی ٹی این کو انٹرویو میں کہا تھا کہ "ان کا آئیڈیل جنرل ڈیگال ہے" جبکہ بحیثیت مسلمان ہمارے آئیڈیل نبی علیہ السلام اور ان کی تربیت یافتہ جماعت صحابہؓ کرام (رضی اللہ عنھم) ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنرل ڈیگال کو آئیڈیل ماننے والے قرآن کی تفسیر کر رہے ہیں اور علماء کو سود حلال کرنے کے مشورے دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمران اسلام کا نام لیکر انگریز کا کام کر رہے ہیں۔ بارہ برس تک جہادِ افغانستان کے نام پر سیاسی دکان چمکانے والے حکمرانوں نے افغان مجاہدین کو تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اور موجودہ حکمران یہی سلوک اب کشمیری مجاہدین کے ساتھ کریں گے۔ مسلم لیگ کسی کے ساتھ مخلص نہیں۔ امریکہ ان کا خدا، اقتدار ان کا دین اور دولت ان کا مقصد ہے۔

مقررین نے شہداء ختم نبوت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکومت نے تحریک ختم نبوت کو تشدد سے کچلا اور جنرل اعظم خان نے مارشل لاء کے ذریعے تیرہ ہزار مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ مسلم لیگ کا دامن شہداء ختم نبوت کے خون سے داغدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ انہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں قادیانیوں کا محاسبہ ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی جہاد کشمیر کو سبوتاژ کرنے کی سازشیں کررہے ہیں۔ باؤنڈری کمیشن میں آنجہانی ظفر اللہ خاں قادیانی کی سازش کی وجہ سے پاکستان کو کشمیر اور گورداس پور سے ہاتھ دھونے پڑے قادیانی آج بھی ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور وہ اپنے عقیدے کے مطابق اکھنڈ بھارت کیلئے کوشاں ہیں اسی لئے وہ کشمیر میں سازشیں کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں نے نفاذ اسلام کے عہد سے انحراف کرکے شہداء ختم نبوت اور شہداء تحریک پاکستان کے خون سے غداری کی ہے۔

اس نشست میں آخری خطاب ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے فرمایا مگر ان سے پہلے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ کی امامت فرمائی نماز کے بعد سید عطاء المومن بخاری مدظلہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

شہداء ختم نبوت نے جس مشن کے تحفظ کیلئے اپنی جانیں نثار کی تھیں وہ اسی طرح زندہ ہے جس طرح شہداء زندہ جاوید ہیں۔ قادیانی استعماری گماشتے اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں۔ ہم اعتقادی طور پر انہیں اسلام کا کھلا دشمن سمجھتے ہیں۔ ہمارے دل و دماغ میں ان کیلئے کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ اور جو لوگ ان کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں وہ بھی کسی رواداری کے مستحق نہیں ہیں انہوں نے شہداء ختم نبوت کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول تھے۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے جس ایثار کا مظاہرہ کیا وہ ہمارے لئے نشانِ منزل ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی آئین میں متعین حیثیت ناکافی ہے جو اسلام کے عین مطابق نہیں بلکہ جمہوریت سے [illegible] کے مطابق ہے۔ قادیانی نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہیں بلکہ قرآن و سنت کے مطابق [illegible] مطالبہ ہے کہ آئین میں انہیں مرتد قرار دیکر ان پر ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ جمہوری نظام یورپ کے کفار و مشرکین کے خبیث ذہن کی اختراع اور اسلام سے متصادم ہے۔ اس نظام کے نتیجے میں نااہل (حکمران ہی میسر آئیں گے)۔ صحت مند اور نظریاتی قیادت اسلامی نظام کے نفاذ سے جنم لے گی۔ جمہوریت سیاسی مفاد پرستوں کی آخری پناہ گاہ ہے۔ موجودہ اسمبلیاں اور حکومت اسلام کی اپوزیشن ہیں جو اسلام کا نام لیکر کافرانہ نظام کے نفاذ میں مصروف ہیں۔ حکومتی ذرائع ابلاغ یورپ کی تہذیبی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس کے آلہ کار بن کر معاشرے کو گمراہ کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیک وقت دو نظام نہیں چل سکتے۔ ایسا کہنے اور کرنے والا پاگل

ہے یا دھوکے باز ہے۔ سود، شراب، جواء اور کلبوں کی پیداوار آوارہ لونڈے اور چھوکرے حکومتی ذرائع ابلاغ سے اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف زبان درازیاں کر رہے ہیں۔ حکومت انہیں لگام دے۔

شاہ جی کی تقریر جاری تھی کہ ادارہ دعوت و ارشاد کے مہتمم اور بلدیہ چنیوٹ کے چیئرمین مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف لے آئے۔ مولانا نے تنگی وقت کو مد نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں بیان کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تاہم قادیانیت کے خلاف مجلس احرار اسلام اور فرزندانِ امیر شریعت کی جدوجہد کو سلام پیش کرتا ہوں۔

مولانا کی دعاء کے ساتھ ہی کانفرنس اختتام پذیر ہوئی اور درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں۔

۱۔ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا جائے۔ مسلمانوں کیلئے سبز اور غیر مسلموں کیلئے سفید رنگ کے کارڈ جاری کئے جائیں۔

۲۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۳۔ مرزائیوں کے تمام اخبار خصوصاً الفضل پر پابندی عائد کی جائے۔

۴۔ ربوہ میں مسلمانوں کو جانی تحفظ فراہم کیا جائے۔

۵۔ ریلوے اسٹیشن ربوہ کے قریب گرائی جانے والی جھگیوں کے معاملہ کی تحقیق کی جائے اور ریلوے کے شر انگیز افسروں کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے۔

۶۔ چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب کے پل کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔

کشف سبائیت

(قسط اوّل)

حضرت مولانا ابو ریحان سیالکوٹی مدظلہ نے رافضیوں اور سبائیوں کے شعبۂ اسلامیات "چک والی مظہری فتنہ" کی فکری مغالطہ آرائیوں اور دسیسہ کاریوں کے رد میں ایک ضخیم اور تحقیقی کتاب "سبائی فتنہ" کے نام سے تصنیف فرمائی جو جنوری ۱۹۹۲ء کو منصہ شہود پر آچکی ہے۔

جس میں عصر حاضر میں سبائی فتنہ کے مجدد قاضی چک والی اینڈ کو کے ان غلیظ خیالات کا رد اصول اہل سنت کی روشنی میں کیا گیا ہے جن کے ذریعہ ان کی درازبانیں اور گمراہ قلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید سے ملغلظ ہو کر بے لگام ہوئے۔

قاضی چک والی نے "سبائی فتنہ" پڑھے بغیر اپنے ماہنامہ میں اس پر تبصرہ کے نام سے قلم کی ابکائی کی ہے۔

آئندہ شمارے میں

اس قلمی ابکائی پر رواں تبصرہ ——— کشفِ سبائیت کے نام سے قسط وار شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

پروفیسر محمد اکرام تائب
عارف والہ

پیشہ ور گداگر

بے کار پڑے رہنا گھر میں ان مردوں کو بیماری ہے
ان کان میں مندری والوں کی خود ساختہ یہ بیکاری ہے
کب آپ نہاتے دھوتے ہیں کب بچوں کو نہلاتے ہیں
ہر وقت جمائیاں لیتے ہیں ہر لمحے غفلت طاری ہے
سب بیوی بچے کام پہ ہیں بس مرد ہیں اندر خیموں کے
افیون، چرس بھی چلتی ہے، جوئے کا کھیل بھی جاری ہے
یہ لنگڑا بوڑھا دیکھنے میں معصوم نظر جو آتا ہے
کل بیوی اُس کی جیتا تھا اب بیٹی اپنی ہاری ہے
اب ٹی،وی ٹیپ کی بات نہ کر ہیں وی،سی،آر بھی خیموں میں
کوئی فکر نہ لینے دینے کا راشن اپنا سرکاری ہے
ہر صبح و شام خزانہ یہ قارون کا بڑھتا رہتا ہے
کب اماں سے اٹھ سکتا ہے نوٹوں کا تھیلا بھاری ہے
کوئی کیس کچہری تھانے کا کوئی فکر نہ آٹے دانے کا
کوئی خرچ نہ موٹر گاڑی کا بس "ڈونکی" کی اسواری ہے
جب رات گئے گھر آتے ہیں سو رنگ کا کھانا لاتے ہیں
کہیں چاول، دال، سری پائے، کہیں مرغ کہیں ترکاری ہے
ان لوگوں کی اس اترن کا محتاج ہے ان کا پیراہن
شلوار اگر ہے نیلی تو کرتہ ان کا نسواری ہے
کچھ لوگ ہیں ایسے بھی جن کا لاکھوں کا بینک اکاؤنٹ ہے
پیوند لگا یہ پیراہن، افلاس نہیں عیاری ہے
جو اندھے، لولے، لنگڑے ہیں خیرات انہی کا حصہ ہے
ان ہٹے کٹے لوگوں کا یہ پیشہ ہے، مکاری ہے
اے بابو جی اے بابا جی کچھ دے جاؤ مسکینوں کو
ہر چوراہے پر اے تائب یہ ورد زباں پر جاری ہے

جمہوریت

بھیڑ کی عقل لے لو
بھیڑیئے کو بھیڑ کی کھال پہناؤ

پھر اسے
بھیڑ کی بے سوز سی آوازوں کا طنبورہ کر دو
ساری بھیڑوں کی قیادت کیلئے آگے کر دو
ایک چرواہے کی بیٹی
جس کا اجڑا ہوا روپ ہو
اور دریدہ ملبوس ہو
عظیم بھیڑوں کا یہ قافلہ
اسے سونپ دو
شہر کی سمت رخ موڑ دو
پھر کسی اونچے ایوان پر
بھیڑ کی کھال والے بھیڑیئے کو
براجمان کر دو
پھر وہ بھیڑوں کے اک شور جمہور میں
بولے گا، خوب بولے گا، اور بولتا رہے گا
اس کی آواز بے ساز
اس کا مرصع ملبوس
دونوں
دام ہم رنگ زمیں ہوں گے
اور بھیڑیں
دل و جان سے عاشق ہوں گی
جمہوریت چھا جائے گی

سید عطاء المحسن بخاری

دار بنی ہاشم

قطعۂ تاریخ وصنعت توشیخ کے آئینے میں

محترم عبدالکریم صابر ——— ڈیرہ اسماعیل خاں

د ۔ دلکش بھی ہے اک مرکز انوار بنی ہاشم
ہر اک ہے سدا طالب دیدار بنی ہاشم

ا ۔ آتا ہے جو پاتا ہے فیوضات نرالے
اک منبع الطاف ہے دربار بنی ہاشم

ر ۔ راضی برضا دیکھا ہے ہر حال میں ان کو
ہیں حسن توکل کے خریدار بنی ہاشم

ب ۔ بیشک ہیں یہ حق گو بھی تدبر بھی متفکر
فاضل ہیں یہ سب صاحب کردار بنی ہاشم

ن ۔ ناموس صحابہؓ کے تحفظ میں دفاع میں
ہر دم ہی رہے برسرِ پیکار بنی ہاشم

ی ۔ یہ ختم نبوتؐ کے نقیب ہیں وہ انوکھے
ہر حال نظر آئے ضیا بار بنی ہاشم

ہ ۔ ہر شخص یہ کہتا ہے کہ ہیں مخلص اعظم
معروف ہیں ابرار بھی اخیار بنی ہاشم

ا ۔ اِک نعمتِ عظمیٰ بھی ہیں فاضل ہیں مقرر
لاریب ہیں یہ وارثِ احرار بنی ہاشم

ش ۔ شمشیر برہنہ ہیں باطل کے سروں پر
اللہ رے سیف اللہ الجبار بنی ہاشم

م ۔ مرزا کے ہر اِک کذب کے جھٹلانے کو صابر
اِک موجب مخزن ہے یہ دار بنی ہاشم

دار بنی ہاشم ——— ۱۴۱۲ھ
صنعت توشیخ

انسٹنٹ
جوھر جوشاندہ
فلو، نزلہ، زکام اور گلے کی سوزش کے لیے مفید
صدیوں سے آزمودہ جوشاندہ اب فوری حل ہونے والے
انسٹنٹ جوھر جوشاندہ کی شکل میں۔
خاندان کے ہر فرد کے لیے مفید جوھر جوشاندہ فلو، نزلہ،
زکام کی علامات میں آرام پہنچاتا ہے۔
موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے جوھر جوشاندہ
احتیاطی تدبیر کے طور پر استعمال کریں۔
ترکیب استعمال: ایک کپ گرم پانی یا چائے میں ایک پیکٹ
جوھر جوشاندہ ملائیں اور جوشاندہ تیار
دن میں دو یا تین پیکٹ جوھر جوشاندہ استعمال کریں۔
جوھر
جوشاندہ
JOHAR
JOSHANDA
تحقیق کی روایت
معیار کی ضمانت

میقات الصیام رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

نام ایام	رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ	تاریخ مارچ ۱۹۹۲ء	منتہائے سحر		وقت افطار	
			گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
جمعہ	۱	۶	۵	۸	۶	۱۹
ہفتہ	۲	۷	۵	۷	۶	۲۰
اتوار	۳	۸	۵	۶	۶	۲۰
پیر	۴	۹	۵	۵	۶	۲۱
منگل	۵	۱۰	۵	۴	۶	۲۲
بدھ	۶	۱۱	۵	۳	۶	۲۲
جمعرات	۷	۱۲	۵	۲	۶	۲۳
جمعہ	۸	۱۳	۵	-	۶	۲۴
ہفتہ	۹	۱۴	۴	۵۹	۶	۲۵
اتوار	۱۰	۱۵	۴	۵۸	۶	۲۵
پیر	۱۱	۱۶	۴	۵۷	۶	۲۶
منگل	۱۲	۱۷	۴	۵۶	۶	۲۷
بدھ	۱۳	۱۸	۴	۵۴	۶	۲۷
جمعرات	۱۴	۱۹	۴	۵۳	۶	۲۸
جمعہ	۱۵	۲۰	۲	۵۱	۶	۲۹
ہفتہ	۱۶	۲۱	۴	۵۰	۶	۲۹
اتوار	۱۷	۲۲	۴	۴۹	۶	۳۰
پیر	۱۸	۲۳	۴	۴۷	۶	۳۰
منگل	۱۹	۲۴	۴	۴۶	۶	۳۱
بدھ	۲۰	۲۵	۴	۴۵	۶	۳۱
جمعرات	۲۱	۲۶	۴	۴۴	۶	۳۲
جمعہ	۲۲	۲۷	۴	۴۳	۶	۳۲
ہفتہ	۲۳	۲۸	۴	۴۱	۶	۳۳
اتوار	۲۴	۲۹	۴	۳۹	۶	۳۳
پیر	۲۵	۳۰	۴	۳۸	۶	۳۴
منگل	۲۶	۳۱	۴	۳۷	۶	۳۵
بدھ	۲۷	یکم اپریل	۴	۳۶	۶	۳۵
جمعرات	۲۸	۲	۴	۳۴	۶	۳۶
جمعہ	۲۹	۳	۴	۳۳	۶	۳۶
ہفتہ	۳۰	۴	۴	۳۲	۶	۳۷

ملتان سے دوسرے شہروں کا فرق

کیمبل پور ملتان سے ۱ منٹ پہلے	گجرات سیالکوٹ ملتان سے ۸½ منٹ پہلے	ڈیرہ غازیخان ملتان سے ۳ منٹ بعد
میانوالی " " " "	گوجرانوالہ " " ۹ " "	ڈیرہ اسماعیلخان " ۴ " "
ساہیوال/بہاولنگر " ۵ " "	لاہور " " ۱۱ " "	حیدرآباد (سندھ) " ۱۲ " "
سرگودھا " ۵ " "	مظفرگڑھ " " ۱ منٹ بعد	لاڑکانہ " ۱۳ " "
فیصل آباد " ۶ " "	پشاور/بنوں " " ۲ منٹ بعد	کراچی " ۱۶ " "
راولپنڈی " ۵ " "	بہاولپور " " ۲ منٹ بعد	بلوچستان " ۱۹ " "